تالیف

مولوی سیّد نور اللہ شاہ نورؔ سیال کوٹی

مرتب

سیّد محمد عبید اللہ قادری

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں کند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا و مُصلیًا و مسلمًا

اما بعد..... ہر خاص و عام پر بہ ذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ سید چھیاں شاہ ساکن موضع ننھڈر جناب مولوی حافظ محمد سلطان و جناب مولوی سید نور اللہ شاہ کی خدمت میں ۱۲ ر ماہ پوہ ۱۹۶۶ بکرمی کو حاضر ہو کر بیان کیا کہ ہمارے گاؤں میں بعض اشخاص گروہ شیعہ میں سے ہم کو کہتے ہیں کہ تمہارا مذہب یعنی اہل سنت کا باطل ہے اور ہمارا مذہب حق ہے اور کئی برائیاں اہل سنت کے مذہب کی بیان کرتے ہیں اور ہم لوگ بے علم ہیں، لہٰذا نمبرداران موضع ننھڈر و موضع بہادر خاں وغیرہ نے مجھ کو آپ صاحبوں کی خدمت میں روانہ کیا ہے واسطے تحقیق مذہب حق اور فیصلہ کرنے مسائل متنازعہ فی مابین اور ہمارے اور ان کے درمیان یہ فرمایا ہے کہ ۱۵ ر ماہ پوہ کو ہم کوئی اپنا عالم لائیں گے اور تم بھی اسی تاریخ میں کوئی اپنا عالم لے آؤ۔ لہٰذا آپ صاحبان کو چاہیے کہ میرے ساتھ ہمارے گاؤں میں اس کام کے لیے تشریف لے جائیں۔

چناں چہ دونوں مولوی صاحبان مذکورین ۱۳ ر ماہ پوہ کو موضع بہادر خان میں وارد ہوئے اور پندرہ ماہ مذکور کو ۹ بجے کے قریب دونوں صاحب معہ صاحب زادہ صاحب عادل شاہ ساکن چورہ شریف جو پیشتر وہاں آئے ہوئے تھے میدان میں نکل کر واسطے مناظرہ کے گروہ شیعہ کو بلایا، مگر ان میں سے کوئی نہ آیا۔ پس تینوں صاحبوں نے یکے بعد دیگرے یعنی مولانا مولوی حافظ محمد سلطان صاحب و مولوی سید نور اللہ شاہ صاحب و حضرت عادل شاہ

صاحب مذہب شیعہ کا بطلان اور اپنے مذہب کا حق ہونا با دلائل لوگوں کو سنایا۔ پس ظہر کے قریب اسمٰعیل سرگروہِ شیعان موضع فنڈر مجمع مسلمین میں آکر ایزاد تاریخ مناظرہ کا خواہاں ہوا اور عذر کیا کہ آج ہماری طرف سے کوئی مناظر نہیں آسکا، معاف فرمادیں۔ پس صاحب زادہ صاحب مذکور نے اس سے دریافت کیا آج والے وعدہ سے آپ لوگ خلاف کرکے کاذب ٹھہرے ہیں یا نہیں؟ اول تو وہ اپنے خلاف وعدگی و کاذب ہونے سے انکار کی صورت میں ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارتا رہا۔ مگر آخر کو جب قرآن شریف اس کے سر پر رکھ کر اس سے دریافت کیا گیا تو وہ مقر ہوا کہ بے شک ہم لوگ آج والے وعدہ سے جھوٹے ہوگئے ہیں۔

الغرض بعد خط و کتابت فیمابین اور گفتگو بہت کے ۲۶ ماہ محرم ۱۳۲۸ھ مناظرۂ ثانیہ کے لیے تاریخ مقرر کی گئی اور دو مسئلہ متنازعہ فیہا قرار پائے:

اول

یہ کہ شیعہ لوگ اصحابِ ثلاثہ کا کافر ہونا -نعوذ باللہ من ذلک- ثابت کریں گے اور اہل سنت ان کا مومن کامل الایمان ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچائیں گے۔

دوم

فدک کے مقدمہ میں بابت غصب اور عدم غصب اس کے کی تحقیق کی جائے گی۔

اور مناظرہ کے لیے چند شروط بھی قید تحریر میں آئے، جن میں سے دو شرطیں بڑی یہ تھیں:

(۱) یہ کہ محل استدلال میں آیات قرآن مجید اور کتب مسلمہ فریق مخالف کی عبارات پیش کرنی ہر فریق کا ذمہ ہوگا۔

(۲) یہ کہ ہر فریق اپنے مذہب کی کتابیں فریق ثانی کو مناظرہ کے وقت بہ مجرد طلب کرنے اس کے' کو دے گا۔

چناں چہ یہ سب کچھ قید تحریر میں آکر اور بانیان کے انگوٹھے تحریروں پر لگا کر وہ تحریریں ایک دوسرے کے حوالے کی گئیں، تا کہ حاجت کے وقت کام آئیں۔

غرضے کہ حسب استدعا مولوی نور اللہ شاہ صاحب و مولوی صاحبان اہل سنت جن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں تشریف لا کر باعث افتخار جلسہ مناظرہ ہوئے:

- رئیس المتکلمین حافظ محمد سطان صاحب سیال کوٹی
- صمصام اہل سنت مولوی سیّد محمد غوث صاحب، سکھو چک، ضلع گورداس پور
- مولوی حافظ محمد سعید صاحب، باجڑہ
- مولوی سیّد گلاب شاہ صاحب، گلانوالہ
- حکیم مولوی غلام حسین صاحب، ساہووالہ

علاوہ ان کے حسن اتفاق سے مولوی محمد سلیمان از گھوکا، مولوی انور شاہ سبز پیری، مولوی غلام قادر صاحب چک پنڈوریاں بار وغیرہ وغیرہ بھی رونق افروز ہوگئے۔

فریق مخالف کی جانب سے مولوی باقر علی صاحب مجتہد بٹالوی و حکیم محمد علی لاہوری وغیرہ وغیرہ آگئے۔

ہر دو فریق نے مناظرہ کے لیے اتفاق رائے سے ایک نہایت وسیع میدان تیار کیا، جس میں اہل سنت و جماعت تو ۹ بجے دن کے حاضر ہوئے، مگر اہل تشیع کے دلوں پر کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ بہ صد مشکل ۱۲ بجے کے قریب پہنچے۔ چوں کہ فریقین سے شرائط مناظرہ میں پہلے ہی مقرر ہو چکا تھا کہ گفتگو صرف اصحاب ثلاثہ و باغ فدک کے متعلق ہوگی۔ علمائے شیعی ان حضرات کے ارتداد و کفر کا بین ثبوت دیں گے اور اہل سنت بہ دلائل قاطعہ ان کا ایمان دار اور صحابی ہونا روزِ روشن کی طرح ظاہر کریں گے۔ ثبوت میں قرآنی آیات و کتب مسلمہ خصم پیش ہوں گی۔ فریق مغلوب کو فریق غالب کے مذہب کا اتباع لازم ہوگا اور مغلوب وہی سمجھا جائے گا جو جواب دینے سے عاری ہو جائے۔

معلوم کرنا چاہیے کہ اہل سنت کی طرف سے مناظر مولوی محمد سلطان صاحب اور معاون ان کے مولوی محمد غوث صاحب تھے اور اہل شیعہ کی طرف سے مناظر مولوی باقر علی صاحب بٹالوی اور ان کے معاون مولوی محمد علی لاہوری تھے اور ہر مناظر کی تقریر کا ۳۵ منٹ وقت مقرر کیا گیا تھا۔ الغرض خط و کتابت تو مولانا مولوی سیّد نور اللہ شاہ صاحب کے ساتھ

تھی۔ شاہ صاحب کے سپرد کئی کام تھے۔ کتابوں کا لانا یعنی جو فہرست دوسرے فریق نے دی تھی کہ اپنے پاس سے اہل سنت دیں، جس سے شیعہ لوگ ثلاثہ کا کافر ہونا ثابت کریں گے۔ یہ کام بڑا دشوار تھا جہاں جہاں پتہ ملا لاہور، امرتسر، گجرات سے بہت تکلیف اٹھا کر بہم پہنچائیں اور جو جو کتاب حافظ صاحب کے پاس تھی وہ بھی لی گئی۔

الغرض جب گروہ اہل شیعہ میدان مناظرہ میں آ کر فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے لگے تو مولوی حافظ محمد سلطان صاحب نے گفتگو کا سلسلہ شروع کیا اور پابندیِ وقت کی ضرورت بیان فرمائی۔ جس کے جواب میں باقر علی صاحب نے کہا کہ وقت کی پابندی کا حکم کس آیت سے ثابت ہے۔ جناب مولوی حافظ محمد سلطان صاحب نے فرمایا: نماز اور روزہ اور احکام دین میں کیوں پابندی وقت حکم خداوندی سے ملحوظ رکھی گئی ہے۔ بعد اُس کے اس کے جواب میں مولوی سید محمد غوث صاحب سکھوچکی نے کہا کہ آپ وقت کی پابندی پر کیوں اصرار کرتے ہیں حالاں کہ اس کے سوا مناظرہ ہونا محال ہے۔ باقر علی نے کہا کہ میں آپ سے بات نہیں کرتا۔ مولوی سیّد محمد غوث صاحب نے پوچھا: کیوں صاحب مجھ سے بات کرنے کی ممانعت کس آیت سے نکلتی ہے، ذرا بیان تو فرمائیں! باقر علی حیران ولا جواب ہو گئے۔

اہل سنت و جماعت کا مجمع ۸ ہزار سے کم نہ ہوگا۔ گروہ شیعہ کی تعداد کا صحیح طور پر اندازہ معلوم نہیں۔ میدان مناظرہ میں مہاراج جموں کی جانب سے پولیس و رسالہ کے سپاہی وانسپکٹر و تحصیل دار وغیرہ افسران پولیس نے قابل تحسین انتظام کیا ہوا تھا کہ سوائے مناظر ومعاون کے جانبین سے کسی کو گفتگو کرنے کی اجازت ہی نہ تھی۔ پس حافظ صاحب نے فرمایا کہ جس مسئلہ کے متعلق گفتگو مقرر ہو چکی ہے اسی کا ذکر کرنا چاہیے۔ تو مولوی باقر علی شیعی نے اصحاب ثلاثہ کے کفر وارتداد پر تقریر شروع کی جو ناظرین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ حضرات باانصاف اس تقریر سے مولوی باقر علی کی علمی لیاقت کا خود ہی اندازہ کر لیں گے کہ آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ دعویٰ کس کو کہتے ہیں اور دلیل کس جانور کا نام ہے۔

تقریر باقر علی

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ ا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَاِذَا کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْہُ. (النور:٦٢)

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں ایمان دار وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب ہوتے ہیں ساتھ اس کے اوپر کسی کام جمع ہونے والے کے نہیں جاتے جب تک نہ اجازت لیں اس سے۔

سوچوں کہ اصحاب ثلاثہ جنگ اُحد و خیبر میں سے بھاگ گئے، اس لیے وہ ایمان دار نہ رہے۔ ہاں حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں ثابت قدم رہ گئے تھے اور کافروں پر بڑے زور و شور سے ذوالفقار کو ہاتھ میں لیے ہوئے حملہ پر حملہ کر رہے تھے، یہاں تک کہ خدا نے ان کی تعریف میں فرمایا: ع

لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

۱۔ مولوی باقر علی صاحب کا آیت انما المؤمنون الذین الخ پڑھ کر اس کی تفسیر میں شروع تقریر میں یہ فرمانا کہ چوں کہ اصحاب ثلاثہ جنگ میں سے معہ جملہ اصحاب کے سوائے حضرت علیؓ کے حضرت کو چھوڑ کر بھاگ گئے لہٰذا وہ سب کافر ہوئے اور پھر اخیر تقریر میں...... مثل مقداد و سلمان وغیرہ کا نام لے کر فرمانا یہ چار پانچ ایمان دار تھے باوجودے کہ یہ دونوں قول اُن کے آپس میں متناقض ہیں، مخالف ہیں اس حدیث امام جعفر صادق کے جو حضرات شیعہ کے معتبر کتاب ''خصال'' میں مرقوم ہے۔ وھو ھذا:

کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنا عشر الفا ثمانیة الاف من المدینة الخ

تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ ہزار، آٹھ ہزار مدینہ کے اور دو ہزار غیر مدینہ کے اور دو ہزار جو اسیر چھوڑ دیے گئے تھے، نہیں تھا کوئی ان میں قاری اور مرجی اور معتزلی اور صاحب رائے، رات بھر روتے تھے اور کہتے تھے الٰہی قبض کر لے ہماری روح پہلے اس روٹی کھانے سے۔ (سیّد نوراللہ)

حضرت رسول خدا ﷺ باوجود اس کے کہ آپ کا خلق مبارک عظیم تھا۔ جیسا کہ آیت اِنَّکَ عَلٰی خُلُقٍ عظیم سے ظاہر ہے، لیکن پھر بھی ثلاثہ پر سخت ناراض اور خفا ہوئے۔ چناں چہ انھی کی کتابوں میں لکھا ہے۔ دیکھو ''روضۃ الصفا'' اور ''حبیب السیر'' اور ''تاریخ ابوالفدا'' وغیرہ۔ غرض اس آیت سے ثلاثہ کا کفر ثابت ہے۔

تیسری آیت سورۃ منافقون میں ہے:

اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ یُشْهَدُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ.

یعنی زبانی تو منافق لوگ یہی کہتے تھے کہ بے شک محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے۔

مگر خدا فرماتا ہے:

یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ. (آل عمران:۱۶۷)

یعنی یہ لوگ اصحاب ثلاثہ اپنے مونہوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں۔

مطلب یہ کہ خلفائے ثلاثہ کا ایمان منافقانہ تھا۔ ۱

۱۔ ''احتجاج'' طبرسی میں لکھا ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ

لَسْتُ بمنکر فضل ابی بکر ولستُ بمنکر فضل عمر ولکنَّ ابابکر افضل من عمر.

میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی فضیلتوں سے انکار نہیں کرتا، لیکن ابوبکر عمر فاروق سے افضل ہیں۔

پس ان روایتوں اور ہزار مثل اس کے اور روایتوں سے جن کو ہم دوسری کتابوں میں نقل کریں گے حضرت ابوبکر صدیق کے ایمان اور فضیلت میں کون شک کر سکتا ہے۔ پس یہ دعویٰ کہ ابوبکر صدیق باطن میں معاذ اللہ کافر تھے' خود علمائے شیعہ اور ائمہ کبار کی احادیث سے باطل ہوا اور اگر اب بھی کسی کو شک ہو تو وہ تفاسیر اور احادیث امامیہ کو دیکھے، باوجود اس عناد اور تعصب کے جو ان کو خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ہے اب بھی صدہا روایات اور احادیث مدح وثنا میں خلفا کی موجود ہیں۔ چناں چہ ان کے مفسرین قبول کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق غلاموں کو مول لیا کرتے اور بہ سبب اسلام کے ان کو آزاد کرتے۔ جیسا کہ علامہ طبرسی نے ''مجمع البیان'' میں لکھا ہے:

چوتھی آیت وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَنِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْا ا قَائِمًا.
اور جب دیکھتے ہیں سوداگری اور کھیل تو بھاگ جاتے ہیں تجھے چھوڑ کر۔
اس کی تفسیر میں اہل سنت کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ جمعہ کے خطبہ میں سے ثلاثہ حضرت کو اکیلے چھوڑ کر چلے گئے تھے اور علی ساتھ رہ گئے تھے۔ چناں چہ بخاری میں یہ ذکر موجود ہے۔

(بقیہ) عن ابن الزبیر قال ان الایة نزلت فی ابی بکر لانه اشتری اصلح الممالیک الذین اسلموا مثل بلال و عامر بن فهیرة وغیرهما و اعتقهم وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِى.
شان میں ابو بکر کے نازل ہوئی کہ وہ غلاموں کو جو اسلام لاتے مول لیتے اور پھر خدا کی راہ میں آزاد کرتے مثل بلال اور عامر وغیرہ کے فقط۔ پس چوں کہ ابو بکرؓ اپنے مال کو خدا کی راہ میں صرف کرتے تب خدا نے یہ آیت نازل کی کہ دوزخ سے وہی بڑا پرہیزگار بچے گا جو اپنے پاک مال کو خدا کی راہ میں صرف کرتا ہے۔
پس تعجب ہے کہ جو شخص اپنے مال سے مسلمان غلاموں کو خریدے اور ان کو آزاد کرے اور اس کی شان میں خدا آیتیں نازل کرے اور اس کو اتقی الناس فرمائے اُس کی فضیلت اور بزرگی تو بہ یک طرف اس کے ایمان سے بھی انکار کیا جائے اور ایسا شخص منافق اور کافر سمجھا جائے۔ غرض کہ ایمان اور اسلام میں ابو بکر صدیق کے کچھ شبہ نہیں رہا اور بہ اقرار علمائے شیعہ کا اس کا ثبوت ظاہر ہو گیا۔ اگر شیعہ حضرات اپنے دعوے میں کچھ قوت پاتے ہیں تو آئیں، قرآن شریف کو درمیان میں لے کر فیصلہ کریں۔ اگر قرآن شریف کسی کے دعوے کی تائید نہ کرے تو اُسے قابل ترک جانیں۔

گر ز عشقت خبرے ہست بگو اے واعظ
ورنہ خاموش کہ ایں شور و فغاں چیزے نیست

(سید نور اللہ شاہ عفی عنہ)

۱۔ واضح ہو کہ قرآن شریف میں ''وَتَرَكُوْكَ'' ہے، مگر باقر علی نے کاف خطاب اس وقت نہیں پڑھا اور اور غلطیاں بھی اس آیت میں کیں۔

اور مرض الموت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِیْتُوْنِیْ بِقِرْطَاسٍ وَدَوَاتٍ. ۱

تو عمر مانع ہوا، بلکہ کہا کہ

حضرت بڑبڑا رہے ہیں، حواس بجا نہیں۔ حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ.

اور باغ فدک حضرت فاطمہ علیہا السلام سے ابوبکر وعمر نے چھین لیا اور بی بی فاطمہ کو دُکھ دیا۔ اور اُن کی بخاری میں حدیث ہے:

فاطمة بضعة منی ۲ من اذاها فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ.

یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے اس کو دُکھایا اس نے مجھے دکھایا اور جس نے مجھے دکھایا اس نے اللہ کو ایذا دیا۔

اور ابوبکر نے فاطمہ علیہا السلام کو سخت ایذا دیا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدَیْنِ ۳ وَالْاَقْرَبُوْنَ ط وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ ط.

ترجمہ: اور واسطے ہر ایک کے بنا دیے ہم نے وارث اُس چیز سے جو چھوڑیں ماں باپ اور نزدیکی اور وہ لوگ جن سے تم نے قسمیں کھا کر قول کیا، پس دو ان کو حصہ اُن کا۔

۱۔ دوات کے لفظ کو بھی اس حدیث میں زیادہ کرنا مولوی باقر علی صاحب کا کام ہے۔ اُن کے اتباع میں لکھا گیا ہے۔ ہمارا قصور اس میں کچھ نہیں۔ (نور اللہ شاہ عفی عنہ)

۲۔ اس حدیث میں اعرابی غلطی یا اور قسم کی ہے وہ مولوی باقر علی کی طرف سے ہے، نہ ہماری طرف سے ہے۔

۳۔ اصل قرآن میں والدان ہے اور والدین مولوی صاحب کی تحریف لفظی ہے۔ نور اللہ شاہ عفی عنہ

اور خدا تعالیٰ نے حصے فرمائے ہیں، مگر فاطمہ علیہا السلام کا ورثہ جو باغ فدک تھا شیخین نے غصب کر لیا اور چھین لیا۔

نیز عمر آگ اور لکڑیاں لے کر فاطمہ علیہا السلام کا گھر جلانے کے واسطے گیا۔ اس کا ثبوت ابن جریر [۱] ابن خلکان کی تاریخ میں اور عبداللہ بن عبدالبر نے اپنی کتاب ''استیعاب'' میں اس کو لکھا ہے۔ شاہ عبدالعزیز نے ''تحفہ'' میں اور شیخ عبدالحق صاحب نے ''صراط المستقیم'' میں ایسا ہی ذکر کیا ہے۔

نیز ثلاثہ وغیرہ مہاجرین نے حضرت رسول خدا ﷺ کا جنازہ نہیں پڑھا بلکہ حضرت کی لاش مبارک چھوڑ کر بنی سقیفہ کے دالان میں جا بیٹھے۔ جیسا کہ ''مثنوی'' رُوم میں آیا ہے:

حب دُنیا چوں صحابہ داشتند
مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند

تقریر تو مولوی باقر علی کرتا رہا اور آیتوں میں بعض بعض جگہ قرآن کھول کر حکیم مولوی محمد علی لاہوری بھی مدد دیتا رہا اور ترجمہ پڑھ کر سناتا رہا۔ اس کے جواب میں پہلے مولوی حافظ محمد سلطان صاحب کھڑے ہوئے اور فرمایا:

۱- ترجمہ جلاء العیون، جلد اول، صفحہ ۱۶۷، سطر آخر، یہ کتاب مقام لکھنؤ مطبع جعفری واقع نخاس جدید باہتمام مرزا محمد علی صاحب طبع ہوئی ہے اور جلد اول کے خاتمہ اور جلد ثانی کی پیشانی پر بہ خط جلی لکھا ہوا ہے کہ اہل سنت اس کتاب کو ملاحظہ نہ فرمائیں۔ میں لکھا ہوا ہے کہ محمد بن جریر طبری امامی نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ اس عبارت سے محمد بن جریر طبری کا شیعہ ہونا ثابت ہو گیا۔

دیگر محمد بن جریر طبری اہل سنت میں بھی ہیں، لیکن ان کی کتاب کا نام ''تاریخ کبیر'' ہے۔ حضرات شیعہ کا دام یہاں بھی بہتوں کے ساتھ چل جاتا ہے۔ (از تحفہ اثنا عشریہ)

سیّد نور اللہ شاہ سیال کوٹی نقوی

تقریر مولوی حافظ محمد سلطان صاحب

سامعین پر واضح ہو کہ مولوی باقر علی صاحب نے قرآن شریف کی عبارت بھی غلط پڑھی ہے اور اُس کے معنی بھی غلط بیان کیے ہیں اور استدلال بھی غلط طور پر کیا ہے۔ بعد ازاں معاوضہ کے طور پر صحابہ کی فضیلت میں چوتھے سپارہ کی آیت پڑھی:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ. (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: تم سب اُمتوں سے بہتر اُمت ہو پیدا کیے گئے ہو واسطے آدمیوں کے حکم کرتے ہو اچھی باتوں کا اور روکتے ہو بُری باتوں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔

۱- ہم نہایت تعجب کرتے ہیں کہ ایسی صریح آیتوں اور ایسی صاف شہادتوں پر بھی وہ اپنے عقیدے کے فساد پر خیال نہیں کرتے اور ذرا بھی قرآن شریف کے لفظوں کو نہیں دیکھتے، اگر صحابہ کبار بہترین امت نہیں تھے تو خدا کا یہ خطاب کہ ''کنتم خیر اُمۃ'' یعنی تم بہترین اُمت سے ہو کس سے ہے اور اگر ان کے اعمال نیک نہ تھے تو اللہ جل شانہ کا ارشاد کہ تامرونَ بِالمَعروفِ الخ تم نیک کام اوروں کو بتلاتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو کس کی طرف ہے۔ اگر وہ سچے دل سے ایمان نہیں لائے تھے تو خدا کی اس تصدیق کے کہ تؤمنونَ باللہ تم خدا پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہو کیا معنی ہیں؟

یہ آیتیں تو ایسی صاف ہیں کہ ان میں کوئی تاویل اور کوئی بناوٹ ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر چہ یہ آیات بینات قرآن شریف کی ایسی صریح اور صاف ہیں کہ تفسیر دیکھنے کی حاجت نہیں، لیکن ہم حضرات شیعہ کے اطمینان کے لیے انہیں کی معتبر تفسیروں کی سند لاتے ہیں۔

اے بھائیو! سنو تفسیر ''مجمع البیان'' طبری میں جو کہ تمھاری تفسیروں میں سے بہترین تفاسیر ہے اور ۱۲۷۵ ہجری میں بہ مقام طہران دار السلطنت ایران چھپی ہے۔ اس کے صفحہ ۳۰۰ میں لکھا ہے کہ کنتم خیر اُمۃ کی تفسیر میں کہ مراد اس سے خاص مہاجرین ہیں اور بعضوں نے لکھا ہے کہ یہ

خطاب صحابہ سے ہے، لیکن اور امت بھی شامل ہیں۔

اے دوستو! اس تفسیر کو دیکھو اور اپنے مفسر کی تصدیق پر غور کرو کہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ خدا نے ان آیتوں میں صحابہ کا ذکر اس لیے کیا اور لوگ ان کی پیروی کریں۔ اگر پیزاری تمھاری اصطلاح میں یہ معنی پیروی ہے تو بے شک تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو، ورنہ صریح تکذیب ہے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ بس اب مولانا کے دلائل قرآنیہ کا دریا امڈا چلا آئے گا، لیکن آخر بات یہ نکلی جس سے ہم کو یہ کہنا پڑتا ہے:

بہانہ کرتا ہے ساقیا کیا نہیں، ہے شیشہ میں مے کا قطرہ
خدا نے چاہا تو دیکھ لیں گے تیرا سہو بھی نہیں رہے گا

چوں کہ ہماری غرض ہے کہ ہم شیعوں سے گلے فیصلہ لیں تاکہ آئے دن کی جھک جھک ختم ہو کر دونوں گروہ اسلام معانقہ کرتے ہوئے کہیں:

کون کہتا تھا کہ ہم تم میں جدائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی

(سید نور اللہ شاہ عفی عنہ)

اس آیت کی تفسیر میں شیعوں کے عالم علامہ طبرسی ''مجمع البیان'' والے نے لکھا ہے کہ یہ آیت صحابہ کی شان میں نازل ہوئی۔ پس ثابت ہوا کہ صحابہ کرام خصوصاً ثلاثہ علیہم الرضوان ایمان دار تھے، کیوں کہ یہ حضرات سب صحابہ میں سے زیادہ تر افضل واعلیٰ واتقی تھے۔

ہاں اس مقام پر جاہلوں کو کنتم کے لفظ پر ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ خدا اصحاب سے فرماتا ہے کہ تم بہترین اُمت سے تھے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اخیر تک ویسے ہی رہے ہوں شاید بعد میں بدترین اُمت سے ہو گئے ہوں، لیکن انھی کے علامہ طبرسی نے اس کا بھی جواب دے دیا۔ چناں چہ اپنی تفسیر میں علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ

کنتم خیرَ امۃ اللہ نے واسطے تاکید کے فرمایا کہ ضرور ایسا ہی ہوگا اور اس کے وقوع میں کچھ شک نہ ہوگا اور صحابہ جیسے بہتر ہیں ویسے ہی رہیں گے۔

اور اس کی مثال یہ ہے کہ خدا اپنی نسبت فرماتا ہے کہ و کان اللہ غفورًا رحیماتو کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تھا بخشنے والا مہربان اور اب نہیں ہے یا آئندہ نہ رہے گا۔

غرضے کہ طول طویل تقریر سے بہ حوالہ تفاسیر صحابہ کا خصوصاً اصحاب ثلاثہ کا اس آیت کا مصداق ہونا اور کامل الایمان ہونا مولوی حافظ محمد سلطان صاحب نے ثابت کر دیا۔

اور جو آیت سورہ نور کی مولوی باقر علی نے ثلاثہ کے بے ایمان اور کافر ہونے کی دلیل میں پڑھی ہے اس سے ہرگز کسی وجہ سے ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی اس آیت کی تفسیر میں کسی مفسر نے ایسا لکھا ہے اور کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ ثلاثہ خارج از ایمان تھے، صرف علی مرتضیٰؓ کا ایمان باقی رہا۔ علی مرتضیٰؓ کے ایمان کا حصہ کس دلیل سے نکلتا ہے۔

دوسری آیت:

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ ۱ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ (النسا:۱۹۵)

جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میرے راہ میں دکھ دیے گئے اور جنگ کیے اور مارے گئے ہیں ضرور ان کی بدیاں دور کروں گا اور جنت میں ان کو داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں یہ ثواب اللہ کے پاس سے ہے۔

اس آیت سے بھی صحابہ کبار خصوصاً ثلاثہ کا ایمان دار ہونا ثابت ہے، کیوں کہ وہ مہاجرین تھے اور علیٰ وجہ الکمال اس آیت شریف کے مصداق اور جو آیت سورۃ منافقون کی

۱۔ اے بھائیو! وہ زمانہ گذر گیا، وہ وقت باقی نہیں رہا جن کو یہ نعمت ملنے والی تھی ان کو مل گئی، جن کو یہ دولت حاصل ہونے والی تھی اس کو حاصل ہو چکی، جو لوگ مہاجرین میں داخل ہونے والے تھے وہ مہاجرین میں داخل ہو گئے، جو انصار میں شامل ہونے والے تھے وہ انصار میں شامل ہو چکے، اب ہزار جان و مال کو کوئی نثار کرے "والسّبقون الاولون" کی فضیلت پا نہیں سکتا، تمام جہان کی دولت کوئی لٹائے مگر اصحاب بدر یاران بیعت الرضوان میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ان دولتوں کو لینے والے لے گئے، ان نعمتوں کو لوٹنے والے لوٹ لے گئے۔

حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند
تہی خم خانہا کردند و رفتند

باقر علی صاحب نے پڑھی ہے پبلک کو دھوکھا دینے کے واسطے اصحاب ثلاثہ کے حق میں اس کا نزول بتایا ہے، دراصل وہ عبداللہ بن ابی منافق اور اُس کے تابع داروں کے حق میں اتری ہے۔ دیکھو ''عمدۃ البیان'' جو شیعوں کی معتبر تفسیر ہے مصنفہ عمار علی، اور ''لوامع التنزیل'' قاسم مجتہد اور ''مجمع البیان'' علامہ طبرسی اور ''خلاصۃ المنہج'' کاشانی میں مرقوم ہے (ثلاثہ کے بارہ میں ہرگز اس کا شانِ نزول نہیں ہے) جس سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کے دعویٰ کی دلیل سے اس آیت کو کوئی تعلق نہیں۔ ۱

اور نیز سورۃ احزاب کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَۃِ لَنُغْرِیَنَّکَ بِہِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْہَآ اِلَّا قَلِیْلًا مَّلْعُوْنِیْنَ اَیْنَ مَا ثُقِفُوْآ اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا۔ (الاحزاب:۱-۶۰)

ترجمہ: اگر نہ باز آئے منافق لوگ اور وہ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جو جھوٹی خبریں شہر میں اُڑانے والے ہیں تو ہم تجھ کو اُن پر اُٹھائیں گے پھر وہ تیرے قریب اس میں رہنے نہ پائیں گے مگر عرصہ قلیل لعنت کے مارے جہاں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور مارے جائیں گے مارا جانا۔

اگر اصحابِ ثلاثہ علیٰ رغم الشیعہ منافق ہوتے تو بہ موجب حکم آیت کے مدینہ شریف میں تا دمِ حیات نہ رہتے اور بعد وفات حضرت کے حضور کے مجاور نہ ہوتے، حالاں کہ حضرات شیخین حیات و ممات میں رسول خدا ﷺ کے مجاور و مصاحب رہے اور ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ جَاہِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْہِمْ۔ (الممتحنہ:۷۳)

۱۔ ایسے ہی آیت یقولون الخ جو مولوی صاحب نے پبلک کو دھوکا دینے کے واسطے اصحاب ثلاثہ کے حق میں اس کا نزول بتایا ہے دراصل وہ بھی اُسی عبداللہ بن ابی منافق اور اُس کے تابع داروں کے حق میں اتری ہے۔ دیکھو تفسیر ''عمدۃ البیان'' جو شیعوں کی معتبر تفسیر ہے۔

(سیّد نور اللہ سیال کوٹی)

یعنی اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور اُن پر سختی ڈال۔
اگر یہ منافق ہوتے تو آں حضرت ﷺ ضرور اُن پر تشدد فرماتے۔
اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. (التوبہ:۶۷)

ترجمہ: منافق مرد اور منافق عورتیں بعض اُن کے بعض سے ہیں، حکم کرتے ہیں ناجائز باتوں کا اور منع کرتے ہیں اچھی باتوں سے اور اپنے ہاتھوں کو بند کرتے ہیں، اُنھوں نے اللہ کو بھلا دیا اور اللہ نے اُن کو چھوڑ دیا۔ بے شک منافق لوگ بدکار ہیں۔

یہ منافق لوگوں کے اوصاف ہیں، سو یہ اوصاف خلفائے ثلاثہ سے کبھی وقوع میں نہیں آئے، کیوں کہ مومنوں کے اوصاف کی ضدیں ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اور بہت آیات ہیں جن سے اصحابِ ثلاثہ کا مومن کامل الایمان ہونا اظہر من الشمس ہے، بلکہ تمام قرآن مجید اُن کی تعریف سے پُر ہے، مگر اُس کے بیان کی وقت میں گنجائش نہیں ہے۔ پس اب میں ایک قول امام محمد باقر کا جن سے اصحابِ ثلاثہ کا مومن کامل الایمان ہونا اور اُن کی عیب جوئی کرنے والے اور اُن کے ایمان میں شک لانے والے کا بے ایمان ہونا ثابت ہوتا ہے بیان کرتا ہوں، کیوں کہ گروہِ شیعہ امامیہ کے نزدیک اماموں کے اقوال اعتبار میں مثل آیات قرآن شریف کے ہیں۔ وھو ھذا:

صاحب ''الفضول'' نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت امام باقر علیہ السلام کا گزر ایک جماعت پر ہوا جو کہ خلفائے ثلاثہ کی عیب جوئی کر رہے تھے، آپ نے پوچھا کہ مجھے بتلاؤ کہ تم اُن مہاجرین میں سے ہو کہ جو خدا کے لیے گھروں سے نکالے گئے اور خدا کے لیے اُن کا مال لوٹا گیا اور جنھوں نے خدا اور رسول کی مدد کی؟ اُنھوں نے کہا کہ نہیں، ہم اُن میں سے نہیں ہیں، تب آپ نے پوچھا کہ پھر کیا تم اُن لوگوں سے ہو

کہ جنھوں نے دار ہجرت میں اور دار ایمان میں گھر بنایا تھا اور مہاجرین کو آرام دیا تھا؟ انھوں نے کہا کہ نہیں، تب آپ نے کہا کہ خود تم بیزار ہوئے اور نہیں چاہتے کہ دونوں فریق میں سے ہوا، اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم اُن میں سے بھی نہیں ہوا جن کی نسبت خداتعالٰی فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ الخ.

ترجمہ: اور واسطے اُن لوگوں کے کہ آئے پیچھے اُن کے کہتے ہیں: اے رب ہمارے! بخش ہم کو اور بھائیوں ہمارے کو وہ جو آگے لائے ہم سے اور مت کر بیچ دلوں ہمارے کے برائی واسطے اُن لوگوں کے کہ ایمان لائے اے رب ہمارے، تحقیق تو شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

ف: اے بھائیو! تم اپنے آپ کو امامیہ کہتے ہو اور ائمہ کرام کے اقوال کو کم از آیات نہیں سمجھتے، مگر نہیں معلوم کہ اُن اقوال کو جو صحابہ کے فضائل میں ہیں کیوں نہیں مانتے اور کیوں اپنے اماموں کی پیروی نہیں کرتے اور کیوں اُن کو صحابہ کے فضائل بیان کرنے میں جھوٹا جانتے ہو۔ غرضے کہ اس حدیث سے امام باقر علیہ السلام کی ثابت ہوا کہ اُن کے نزدیک خلفائے ثلاثہ اس آیتِ کے حکم میں داخل ہیں اور جو وعدے جنت وغیرہ کے خدا نے مہاجرین اور انصار سے کیے ہیں ان میں وہ شریک ہیں اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ جو لوگ اُن کی عیب جوئی کرتے تھے اُن سے حضرت امام موصوف بیزار تھے اور اُن کو اسلام اور ایمان سے خارج سمجھتے تھے۔

اور جو مولوی صاحب نے فدک کے غصب ہونے کے بارہ میں آیت لکل جعلنا الخ پڑھی ہے سو بے شک اولاد کو اپنے والدین واقربا کی وراثت ملتی ہے، ہاں بکر وزید وعمرو کی نہیں ملتی اور فدک بہ موجب حکم خداوندی کے کسی خاص شخص کی مِلک نہ تھا، جیسا کہ سورۃ حشر میں اللہ فرماتا ہے:

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

شَیْءٍ قَدِیْرٌ. مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ لا کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً م بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ ط. (الحشر: ۷-۶)

ترجمہ: اور خدا تعالیٰ نے جو اُن کا مال بغیر جنگ کے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دلا دیا تو تم نے اے نبی کے دوستو اور مسلمانو نہ اس کے لیے گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے قبضہ کرا دیتا ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ جو مال بستی والوں کا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو بغیر از جنگ و جہاد دلایا پس وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور پیغمبر کا اور پیغمبر کے ناطہ والوں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا۔

یہ حکم اس لیے دیا گیا ایسا نہ ہو کہ یہ مال جو بن لڑے ہاتھ آیا مال دار لوگ تم میں سے ہاتھوں ہاتھ اُس کو لے لیں اور فدک چوں کہ فی میں سے تھا اور فی کے متعلق خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اس میں سب کا حصہ ہے تو وہ فدک محض بی بی فاطمہؓ کا نہیں ٹھہر سکتا اور نہ ہی اس کی ورثہ حضرت سیدہ کو پہنچتی ہے۔

حافظ صاحب نے اتنی تقریر فرما کر مولوی سیّد محمد غوث کو بقیہ مضمون پر بحث کرنے کا ارشاد فرمایا۔

تقریر مولوی محمد غوث صاحب

مولوی صاحب محمد غوث نے بہ آواز بلند اول تو مولوی باقر علی کی غلطیاں جوانھوں نے قرآن مجید کے پڑھنے میں کی تھیں ظاہر کیں۔ ازاں جملہ سورۃ منافقوں کی آیت:

اِذَا جَآءَ کَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ م وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ ط. (المنافقون:۱)

یعنی اے پیغمبر! جب منافق لوگ تیری خدمت میں آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ تو بے شک اللہ کا پیغمبر ہے اور اللہ جانتا ہے کہ تو بے شک اللہ کا رسول ہے۔

مولوی باقر علی صاحب نے اس آیت میں تحریف کر دی اور الفاظ آیت کے بدلائے اور پڑھ مارا:

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

یہی تو قرآن کریم کی تحریف ہے۔ یہود کے حق میں اللہ فرماتا ہے:

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ. (المائدہ:۱۳)

یعنی یہود مردود خداوند تعالیٰ کی کتاب کے کلمات اُس کے موقع اور محل سے بدل ڈالتے ہیں۔

نہ معلوم مولوی صاحب نے کیوں ایسا کیا جس سے مولوی صاحب کے معلومات کی قلعی کھل گئی۔ افسوس کہ مولوی صاحب کو باوجود مجتہد ہونے کے قرآن سے اس قدر لاعلمی اور ناواقفی کیوں ہے۔

وزیرے چنیں شہریارے چناں
جہاں چوں نگیر و قرارے چناں

اور سورۃ نون کی آیت جو مولوی صاحب نے پڑھی اس میں لام کو سرے سے ہی اُڑا دیا۔ واقعی مجتہد صاحب نے تو بڑی ہمت کی۔ مگر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُونَ

یعنی ہم نے قرآن کو اُتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

بھلا خداوند تعالیٰ جس چیز کا نگہبان ہو اس میں کوئی ایرا غیرا کس طرح دست اندازی کر سکتا ہے؟ خدا کی امداد و تائید سے ہم اُس لام کا اظہار کر دیتے ہیں۔ وہ سورۃ نون کی آیت شریف یہ ہے:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍ. (القلم:۴)

یہی لام جو لعلی کے عین کے پہلے ہے مولوی صاحب نے چالاکی اور ہوشیاری سے اُڑا لیا تھا، مگر ہم نے برآمد کر لیا۔ عام لوگوں نے سُنا ہوگا کہ حضرات شیعہ کہا کرتے ہیں کہ اہل سنت نے قرآن کو کم و بیش کر دیا اور بعض جگہ سے بالکل ہی اڑا دیا گیا ہے، یہ طعن ہم پر وارد ہوتا ہے یا شیعوں پر جنھوں نے دیکھتے دیکھتے ایسا کرتب کر دکھلایا۔ اب مصرعہ ہذا کا وظیفہ رکھیں: ع

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مولوی صاحب نے جو بے موقع اور بے محل غلط آیتیں پڑھیں اور غلط استدلال کیا اُس کے جوابات ہمارے حافظ صاحب دے چکے ہیں اور جو مجتہد صاحب نے اصحاب ثلاثہ پر خطبہ سے بھاگ جانے کا طعن کیا ہے یہ سراسر غلط ہے۔ ہاں ایک جنگ میں جو بعض اشخاص سے فرار ہوا تھا سو اُس کی معافی کا حکم اللہ سبحانہ ارحم الراحمین نے قرآن کریم میں اُتار دیا۔ دیکھو آیت:

وَلَقَدْ عفی اللّٰہُ عَنھُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُورٌ حَلِیمٌ. (آل عمران:۱۵۵)

ترجمہ: تحقیق اللہ نے اُن کا قصور معاف کر دیا۔ بے شک اللہ بخشنے والا صاحب حلم ہے۔

بھلا جس کا قصور خود اللہ تعالیٰ معاف فرما چکا ہو تو بار بار اس کا ذکر کرنا سخت حماقت اور جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ طرہ یہ کہ الزام ثلاثہ پر لگایا جاتا ہے، حالاں کہ صدیق اکبرؓ و فاروق

اعظمؓ کسی جنگ میں سے نہیں بھاگے۔ ''روضۃ الصفا'' و''حبیب السیر'' و''تاریخ ابوالفدا'' شیعہ کی کتابیں ہیں، اہل سنت کے نزدیک ایک ذرہ کے برابر بھی اُن کا اعتبار نہیں۔ اہل سنت کی مسلمہ کتب سے حوالہ دیا جاتا تو اُن پر الزام عائد ہو سکتا تھا، مگر یہ تو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اہل سنت کو ہی طاقت بخشی ہے کہ باوجود اس کے کہ شیعہ مذہب کے ہر کتاب پر لکھا ہوتا ہے کہ یہ کتاب شیعہ اثناعشریہ کی ہے، اہل سنت نہ اس کو خریدے، نہ اس کو دیکھے، پھر خرید کر اور دیکھ کر ان کی چوری برآمد کر لیتے ہیں اور مخالف کا صحیح الزاموں اور جوابات سے ناک میں دم بند کر دیتے ہیں۔

مجتہد صاحب نے جو ثلاثہ کے بارہ میں دعویٰ کیا ہے کہ خطبہ سے بھاگ گئے اور حضرت کا جنازہ انھوں نے نہیں پڑھا، بلکہ گروہ گروہ مہاجرین وانصار سوا علی علیہ السلام کے بنی سقیفہ کے دالان میں بیٹھ رہے اور اس کا ثبوت اہل سنت کی کتب معتبرہ سے مثل بخاری شریف کے بیان کیا ہے۔ سو یہ سراسر سفید جھوٹ ہے، جس کا کتب مذکورہ میں ذکر تک نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام نے جنازہ پڑھا۔ دیکھو ہم شیعہ کی معتبر کتاب ''جلاء العیون'' وکلینی سے ثابت کرتے ہیں۔ کلینی نے بہ سند معتبر روایت کی کہ حضرت امام محمد باقر نے لکھا ہے کہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ نے انتقال کیا جمیع مہاجر وانصار آتے اور نماز پڑھتے۔ ترجمہ جلاء العیون جلد اول صفحہ ۹۱۔

میں (خاکسار محمد غوث) کہتا ہوں کہ مجتہد صاحب اگر بخاری شریف سے اس کا ثبوت دے دیں جیسے دعوے سے کہا ہے تو میں شیعہ ہونے کو تیار ہوں۔ اگر اس کا ثبوت دینے سے لیت ولعل اور گریز کریں تو مجتہد صاحب کو ہٹ دھرمی چھوڑ کر راستی کی طرف آنا چاہیے۔ بخاری شریف ہاتھ میں لے کر بلند کی اور کہا کہ یہ ہے بخاری، اس میں سے نکال دو کہ ثلاثہ خطبہ سے بھاگ گئے اور حضرت ﷺ کا انھوں نے جنازہ بھی نہیں پڑھا، بڑے زور وشور سے للکارا اور بار بار کتاب لے کر پیش کی، مگر شیعوں کے مجتہد صاحب کے تو حواس ہی اڑ چکے تھے، جواب دیتا تو کون دیتا۔ پھر مولوی صاحب محمد غوث نے بہ آواز بلند پبلک کو آگاہ کیا کہ اب انصاف کے واسطے پبلک ہی کہہ دے اور سمجھ لے کہ کون فریق لاجواب ہوا۔

پھر مثنوی شریف کی نسبت بھی ظاہر کیا کہ جو شعر باقر علی صاحب نے مثنوی کا نام لے کر پڑھا تھا وہ بھی مثنوی کا نہیں، محض عوام کالانعام کو دھوکہ دینے کی غرض سے مثنوی کا نام لے لیا، ورنہ ثبوت دیں کہ مثنوی میں کہاں ہے: ع

حب دُنیا چوں صحابہ داشتند الخ

پھر باغ فدک کے متعلق بیان کیا کہ یہ بھی شیعوں کا بے جا طعن اور غلط بات ہے کہ بی بی فاطمہ سے غصب کر لیا (سید محمد غوث) کہتا ہوں کہ باغ فدک کی پیداوار جن مصارف میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خرچ ہوتی تھی صدیق اکبرؓ نے بہ دستور جاری رکھی۔ بھلا کب ہو سکتا ہے کہ وہ شیر خداؓ جن کی تعریف میں کہا جاتا ہے:

شیر یزداں شاہِ مرداں قوتِ پروردگار
لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ان کی جائیداد غصب کی جائے اور ان کے گھر کو آگ لگائی جائے اور ان کی بیوی صاحبہ کو لاتیں مار کر حمل گرا دیا جائے تو ایسے دلاور شیر مرد کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی غیرت نہ آئی۔ کتنی شرم کا مقام ہے۔ حقیقت میں شیعہ حضرت علی المرتضیٰ پر ایسی بے عزتی کا الزام لگاتے ہیں جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ گویا حضرت علی المرتضیٰؓ کو بزدل، ڈرپوک، کم زور، بے غیرت، بے حمیت بناتے ہیں۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ شیر خدا کا زور کہاں چلا گیا تھا۔ کیا شمشیر ذوالفقار جبریلؑ کے پر کاٹنے والی ٹوٹ گئی تھی یا غدر میں چھین گئی تھی جو ایسے نازک موقعہ پر بھی کام نہ آئی۔ حضرت علیؑ کے ہاتھوں میں تلوار پکڑنے کی طاقت نہ رہی تھی یا خدا آپ کی مددگاری سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ شیعو ڈرو خدا کا خوف کرو۔ صحابہ کرام بزرگان دین کی اس قدر بے حرمتی کرنے سے باز آؤ۔

ادھر دنیا کی ذلت سے بچو گے
اُدھر عقبیٰ میں دوزخ سے رہائی

مولانا حافظ محمد سلطان صاحب و مولوی محمد غوث صاحب نے بار بار مولوی باقر علی شیعی سے صحابہ کے فرار عن الخطبہ اور حضرت کا جنازہ نہ پڑھنے کا ثبوت طلب کیا اور کہا کہ جواب

دو، ورنہ مان جاؤ، ہٹ دھرمی چھوڑ دو!

پھر باقر علی صاحب نے کہا کہ ہم تحریری جواب دیں گے۔ مولوی صاحب محمد غوث نے بہ حکم حافظ جی صاحب تحریری سوال لکھ کر پیش کیا مگر پھر بھی جواب ندارد۔ شیعہ ایسے چپ ہوئے گویا اُن کے وجود میں جان ہی نہیں رہی۔ ادھر باقر علی و محمد علی پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا۔ بچارے شیعہ دونوں مجتہدوں کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے تھے، مگر واہ رے شیعی مذہب تیری ہٹ دھرمی کے صدقے۔ اب بھی مذہب کو نہیں چھوڑتے۔ معلوم ہوا کہ گروہ شیعہ حق پرستی کے طالب نہیں۔ ہاں آزادی پر شیفتہ ہیں، کیوں کہ شیعی مذہب میں عیسائیوں کی طرح اعمال کی ضرورت بہت کم ہے۔

الحاصل جب مولانا مولوی محمد سلطان صاحب نے جناب مولوی محمد غوث صاحب سے چند سوال تحریر کرا کر مولوی باقر علی صاحب کے پاس معرفت اسسٹنٹ صاحب شیخ کریم اللہ صاحب پیش کیے اور انھوں نے جواب نہ دیا باوجودے کہ دونوں صاحبوں نے بار بار خود ہی سوالوں کے جوابوں کا تقاضا کیا اور کہا کہ اگر اصحاب ثلاثہ کا فرار عن الخطبہ اور آں حضرت کے جنازہ نہ پڑھنے کا ثبوت کسی کتاب کتب معتبرہ اہل سنت بلکہ کسی کتاب کتب معتبرہ اہل تشیع سے آپ نکال دیں تو آپ سچے اور ہم کاذب ٹھہریں گے اور اگر آپ یہ کام نہ کر سکے تو آپ کاذب اور ہم سچے۔ یہ ردوبدل ہو رہا تھا اور مولوی باقر علی صاحب اس میں لاجواب ہو رہے تھے کہ اتنے میں ۵ بجے کے قریب جناب کپتان صاحب پنڈت منور لعل صاحب تشریف آور ہوئے۔ پس افسران پولیس اور مولوی باقر علی صاحب ان کو دیکھتے ہی ان کی خدمت میں جا حاضر ہوئے۔ پس جناب مولانا مولوی نور اللہ شاہ صاحب بھی حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے جناب کپتان صاحب کی خدمت میں تشریف لے گئے، مگر جناب حضرتنا و مولانا مولوی حافظ محمد سلطان صاحب اپنی کرسی پر متمکن رہے ہیں۔ کپتان صاحب نے بعد دریافت کرنے حقیقت حال کے فرمایا کہ اہل سنت کے مناظر جناب مولوی محمد سلطان صاحب کو میرے پاس بلا لاؤ، پس مولوی صاحب مذکور مولوی غلام حسین صاحب ساہو والیہ کو ہم راہ لے کر جناب کپتان صاحب کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ پس اہل مجلس

نے مولوی محمد غوث صاحب کو کہا آپ بھی وہاں تشریف لے جائیں، پس وہ بھی وہاں تشریف لے گئے۔ پس اول جناب کپتان صاحب نے مولوی حافظ محمد سلطان صاحب سے مصافحہ کیا، بعد اُس کے مولوی باقر علی صاحب سے کہا: میں ان کو بزرگ جانتا ہوں اور ان کی عزت کرتا ہوں، پس آپ کو بھی چاہیے کہ ان کی عزت کرو اور ان کو بزرگ جانو۔ بعد ازاں جناب کپتان صاحب نے مولوی محمد سلطان صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا: یہ آپ کے سوالوں کا جواب آپ کے قرار گاہ پر پھر کسی وقت روانہ کر دیں گے، اس وقت جلسہ برخاست کرنا چاہیے، کیوں کہ وقت شب قریب آ گیا ہے، ایسا نہ ہو کہ کوئی فتنہ برپا ہو جائے۔ پس بہ حکم جناب کپتان صاحب پولیس نے جلسہ برخاست کر کے فریقین کو اپنی فرودگاہوں کی طرف رخصت کر دیا، مگر رات کے وقت شیعوں نے کچھ حرکت بے جا کرنی شروع کی، بعدہٗ اُن کو اس وقت شب میں اور دوسرے دن فجر کو بار بار کہا گیا کہ اگر کچھ ہوس باقی رہ گئی ہے تو آؤ میدان میں نکلو، اپنی تشفی خاطر کرالو، مگر جرات کہاں سے لائیں اور جناب مولوی محمد سلطان صاحب نے بار بار کہا کہ اگر کل ہمارے سوالوں کا آپ جواب کل نہیں دے سکے تو آج ہی دو مگر بالکل نہ دیا، اُس وقت تو دینا بر کنار آج تک نہیں دیا، باوجودے کہ مولوی محمد سلطان صاحب نے ایک خط رجسٹری کرا کر جس کی رسید اُن کے پاس موجود ہے جناب کپتان صاحب مذکور کی خدمت عالی میں شہر جموں میں ارسال کر کے درخواست کی کہ میرے سوالوں کا جواب جناب مولوی باقر علی صاحب سے دلوایئے، مگر پھر بھی آج تک جواب سے جواب ہے اور اب یہی جناب مولوی محمد سلطان صاحب جملہ شیعوں کو عموماً اور مولوی باقر علی صاحب کو خصوصاً چیلنج دیتے ہیں کہ سوالات مذکورہ کا جواب اگر کسی کے پاس ہے تو خوشی سے آئے اور میدان مناظرہ میں قدم بڑھائے اور کون ہے سچا اور کون ہے جھوٹا پبلک کو ظاہر کر کے دکھائے۔

آخر میں ایک اور بات کا تذکرہ آپ کی خدمت میں ضروری العرض ہے۔ وہ یہ کہ سوالات مذکورہ کے جواب دہی اور عدم جواب دہی کو صدق اور کذب کا مدار ٹھہرانے کی وجہ یہ ہوئی کہ پچھلی دفعہ جب مولوی باقر علی صاحب ۳۵ منٹ تقریر کر چکے تو افسران پولیس نے

مناظر اہل سنت کو کہا کہ اب آپ نے جو کچھ ان کے جواب میں کہنا ہے فقط دس منٹ میں کہہ لو، بعد ازاں دس منٹ تک ان کو گفتگو کرنے کا موقعہ دیا جائے گا۔ بعد ازاں جلسہ برخاست کیا جائے گا، کیوں کہ رات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ پس مناظر اہل سنت وجماعت کے جناب مولوی محمد سلطان صاحب نے سمجھا کہ دس منٹ میں اُن کے خرافات کی پوری تردید نہیں ہو سکتی، لہٰذا انھوں نے سوالات مذکورہ کو پیش کر کے صدق وکذب کا معیار ٹھہرایا اور اگر شیعہ صاحبان اس رسالہ کے جواب میں کچھ قلم اٹھائیں گے تو ان شاء اللہ اس کے جواب الجواب میں اس مناظرہ کی پوری پوری کیفیت من وعن قید کتابت میں لا کر پبلک کی خدمت میں پیش کی جائے گی اور اگر کسی شیعہ صاحب کو من جملہ حضار مناظرہ مذکورہ پر مناظرہ کے کرنے کا داعیہ ہو تو مولوی صاحبان مثل حضرت مولوی محمد سلطان صاحب ومولانا مولوی سیّد محمد غوث صاحب ومولوی سیّد نور اللہ شاہ صاحب وغیرہ اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہیں۔

آخر مناظرہ کے روز سے دوسرے دن یعنی ۲۷ تاریخ ماہ محرم ۱۳۲۸ھ مذکور کو ایک بجے دن کے پولیس نے حافظ محمد سلطان وباقر علی وغیرہ مولوی صاحبان کو موضع فنڈر سے بدیں غرض رخصت کر دیا کہ باہمی محاربہ ومجادلہ نہ ہو جائے۔ شیعوں کے مولوی پالکی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اہل سنت کے علمائے مناظر جرار گھوڑے پر سوار، یہ نظارہ بھی قابل دید تھا۔ غرض کہ اس مناظرہ سے تمام ہندو مسلمان جن کی فطرت میں انصاف کا مادہ اور عقل مندی کا حصہ ہے بہ خوبی سمجھ گئے کہ شیعہ مذہب کے پاس سوائے لعنت اور تبرابازی کے علمی سرمایہ بالکل نہیں اور سخت ذلت کا سامنا ہوا، جس سے بعض شیعوں نے نہایت تنگ ولاجواب رہنے کی شرمندگی سے توبہ نامہ لکھ دیے اور ہمارے پاس اُن کے کاغذ موجود ہیں۔

راقم

محمد عطر شاہ گیلانی درمانی

جو عین مناظرہ کے موقعہ پر فریقین کی تقریریں لکھ رہا تھا۔

سوال ۱

کیا فرماتے ہیں علما و متبعانِ شرع شریف اس مسئلے میں کہ عورت سنیہ کا نکاح شیعہ تبرائی سے درست ہے یا نہیں؟

سوال ۲

امام شیعہ کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب

از مولوی حافظ محمد سلطان صاحب

فی الواقع صحت و جواز نکاح ایمان و عدم کفر زوجین عاقدین پر موقوف ہے اور جو شیعہ قذف حضرت سیدتنا عائشہؓ کرتے ہیں یا انکار صحبت صدیق اکبرؓ یا اعتقاد الوہیت حضرت علیؓ رکھتے ہیں یا کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ نے غلطی کی تبلیغ وحی میں اور مثل اس کے اُن کے کفر میں کسی کو شک نہیں، پس نکاح اُن کے ساتھ ہرگز جائز نہ ہوگا بالاتفاق۔ "ردمحتار شرح درّ مختار" میں ہے:

نعم لا شک فی تکفیر من قَذف السیدةَ عائشة او انکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوهیة فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذالک من الکفر الصریح المخالف للقران.

ترجمہ: ہاں نہیں شک کفر میں اُس شخص کے جو تہمت زنا کی لگائے سیدہ عائشہ کو یا انکار کرے صحابی ہونے حضرت صدیق اکبرؓ کا یا اعتقاد کرے خدائی کا علیؓ میں یا کہے غلطی کی جبرئیلؑ نے وحی لانے میں یا مثل اس کے کفر صریح سے جو مخالف ہے قرآن کے۔

ہاں جو شیعہ اعتقاد مذکورہ نہیں رکھتے اُن کے کفر میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک

بہ سبب سب شیخین کافر ہیں۔ فی الدر المختار:

فی البحر عن الجوهرة معزیا للشهید من سبّ الشیخین او طعن فیهما کفر و لا یُقبلُ توبته و به اخذ الدبوسی و ابو اللیث وهو المختارُ للفتویٰ. انتهی

ترجمہ: بحر رائق میں جوہرہ سے اس قول کو منسوب کیا ہے طرف شہید کے کہ جو شخص سب شیخین کرے یا طعن کرے اُن میں کافر ہووے اور نہ قبول کی جائے توبہ اس کی اور اسی کو اختیار کیا دبوسی اور ابواللیث نے اور وہی مختار ہے فتویٰ کے لیے۔

اقول نعم نُقِلَ فی البزازیة عن الخلاصة: ان الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویَلعنهُمَا فَهو کافِرٌ وَ اِن کان یُفضل علیًّا فهو مُبْتَدِعٌ. انتهٰی

ترجمہ: کہتا ہوں میں ہاں نقل کیا گیا بزاز [1] میں خلاصہ سے بے شک رافضی جب سب شیخین کرے اور لعنت کرے اُن پر پس وہ کافر ہے اور جو فضیلت دیتا ہو علی کو تو وہ مبتدع ہے۔

پس معلوم ہوا کہ شیعہ تبرائی یعنی ساب شیخین بعض کے نزدیک کافر ہے اور اسی پر انھوں نے فتویٰ دیا ہے، تو نکاح ان کے ساتھ ہرگز صحیح نہ ہوگا اور ''درمختار'' و ''ردمختار'' میں بعد اس کے قول مرجح عدم کفر کا مرقوم ہے۔ اس صورت میں مقتضائے احتیاط یہی ہے کہ نکاح اُن کے ساتھ ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ بعض علما کے نزدیک نکاح مذکور صحیح نہ ہوگا۔ مع ہذا باعث فساد اور خرابی دین ہوتا ہے۔

ابو رشید احمد مسکین عبدالرحمان المدعو

حافظ محمد سلطان عفی عنہ

امام مسجد کلاں کشمیریاں، سیال کوٹ

۱۔ بزازیہ

جواب

از مولوی نور اللہ شاہ صاحب نقوی سیال کوٹی

بلاشک جب بہ لحاظ بعض امور منافی مصالح و معاشرتِ زوجین اور فساد مخالفت مذہبی فیما بین کے نکاح عورت سنیہ کا مطلق شیعہ کے ساتھ نظر بہ احتیاج جائز نہ ہوا تو شیعہ تبرائی یعنی قاذف اُم المؤمنین عائشہؓ وساب حضرات شیخین وعثمان علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ بہ طریق اولیٰ جائز نہ ہوگا کہ قذف حضرت عائشہؓ وسب خلفائے ثلاثہ سے نص قرآنی وضروریات دین کا بالاتفاق انکار لازم آتا ہے اور یہ موجب کفر ہے اور تبرائی بے شک منکر خلافت ہے اور یہ انکار مُفضی ہوتا ہے طرف انکار طبقہ اول تواتر کے کہ جس پر ثبوت نبوت کا دارومدار ہے اور حضرات خلفائے ثلاثہ کی نسبت (جن کے حسن حال وخیریتِ مآل پر آیاتِ بینات اور احادیث واضح الدلالات ناطق ہیں) شیعوں کا اعتقاد ہے کہ غاصب حق آل ونا کث بیعت غدیر وظالم وجابر ومرتد وکافر وقاتل ائمہ برحق ومظہر باطل وکاتم حق ہیں نعوذ باللہ من سُوءِ عقائدھم وفسادِ مکائدھم اور معاذ اللہ ان سب کو مسلوب الایمان جان کر نام بہ نام تبرا کرتے ہیں، یہاں تک کہ اپنی قوم میں معروف بہ تبرائی ہیں، پس سنیہ کا نکاح ایسے لوگوں کے ساتھ ہرگز جائز نہ ہوگا کہ بہ وجوہ مذکورہ موجب انواع مفاسد اور بناء الفاسد علی الفاسد ہے۔

شیعہ کے نزدیک تو امامت کرانی جائز نہیں، مگر حالاں کہ امام گناہ سے معصوم ہو، ہمارے ملک میں چوں کہ اکثر شیعہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سب وشتم وتبرا کرنے والے ہیں، لہٰذا ان کے پیچھے اقتدا درست نہیں، کیوں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ امامت کے واسطے وہ شخص ہونا چاہیے کہ نہایت غیر لوگوں کے من کل الوجوہ افضل اور بہتر ہو اور

اس کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے:

ان انکر بعض مَا علم منَ الدین ضرورةً کفر بها کقوله اِن الله تعالی جسم کالاجسام وانکار صحبة الصدیق.

اگر ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو تو کافر ہے مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اجسام کی مانند جسم ہے یا صدیق اکبر کی صحابیت کا منکر ہونا۔

''طحطاوی حاشیہ دُر''، مطبوعہ مصر، جلد اول صفحہ ۲۲۴ میں ہے:

و کذا خلافته.

اور ایسے ہی ان کی خلافت کا انکار کرنا کفر ہے۔

من انکر خلافة ابی بکر رضی الله تعالی عنه فهو کافر فی الصحیح و من انکر خلافة عمر رضی الله تعالیٰ عنه فهو کافر فی الاصح.

خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے۔ یہی صحیح ہے۔ اور خلافت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے۔ یہی صحیح تر ہے۔

''تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق'' میں ہے:

قال المرغینانی: تجوز الصلاة خلف صاحب هوی وبدعة ولا تجوز خلف الرافضی والجهمی والقدری والمشبهة ومن یقول بخلق القرآن حاصله ان کان هوی لایکفر به صاحبه تجوز مع الکراهة والا فلا.

امام مرغینانی نے فرمایا: بد مذہب بدعتی کے پیچھے نماز ادا ہو جائے گی اور رافضی وغیرہ کے پیچھے ہوگی ہی نہیں اور اس کا حاصل یہ کہ اگر اُس بد مذہبی کے باعث وہ کافر نہ ہو تو نماز اُس کے پیچھے کراہت کے ساتھ ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔

اور ''مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق'' میں ہے:

ان کان هواه یکفر اهله کالجهمی والقدری الذی قال بخلق

القرآن والرافضی الغالی الذی ینکر خلافة ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه لا تجوز الصلاة خلفه.

بدمذہبی اگر کافر کردے جیسے جہمی اور قدری کہ قرآن کو مخلوق کہے اور رافضی غالی کہ خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرے اُس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

''درّ مختار'' میں رافضی کا جنازہ بھی ناجائز لکھا ہے کہ حضرات شیخین کو تبرا کرتے ہیں، پس امامت ان کی کس طرح صحیح ہوگی جن کا جنازہ بھی درست نہیں۔

خادم اہل بیت رسول

عبدہ العاجز

سیّد نور اللہ شاہ نقوی سیال کوٹی

جواب

ازمولوی محمد سعید صاحب باجڑوی، ضلع سیال کوٹ

جو شخص اصحابِ ثلاثہ کو یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ قاتل الکفرۃ والزندیق وحضرت عمر بن الخطاب قامع بنیان من ہو مسرف مرتاب وحضرت عثمان کامل الحیاء والایمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم والغفر ان کو نعوذ باللہ من ذلک کافر ومنافق کہہ کر ان کی ہر طرح سے توہین کرے تو بہ موجب حکم آیات قرآن شریف، احادیث نبوی علیہ السلام مفصل ذیل بلاشک زمرۂ اہل اسلام سے خارج ہے۔

- آیت نمبر ایک، پارہ ۲۶، سورہ انا فتحنا کا رکوع اخیر

لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا.

تاکہ غصہ میں لاوے بہ سبب ان اصحاب کے کافروں کو یعنی ان اصحاب پر غصہ کرنے والے اور ان کے نام پر جلنے والے اور حسد کرنے والے کافر ہیں۔

- آیت نمبر۲، سورۃ توبہ، پارہ گیارھواں کا رکوع دویم

وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ.

ترجمہ: اور وہ لوگ جو تابع دار ہوئے مہاجرین وانصار کے ساتھ نیکی کے راضی ہوا اللہ اُن سے اور راضی ہوئے وہ اللہ سے۔

پس اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ تابع دار صحابہ کا خدا سے راضی ہے اور خدا اُس سے راضی ہے اور منکر اُن کے اتباع وایمان کا منکر قرآن شریف کا ہے وانکارِ قرآن کفر ہے۔

- آیت نمبر۳، سورۃ حدید کا رکوع اول، پارہ ۲۷

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط

ترجمہ: ہر ایک کو یعنی تمام صحابہ کو اللہ تعالیٰ نے اچھا وعدہ دیا ہے۔

اس آیت سے بہ خوبی واضح ہوا کہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کا انکاری خدا ہی کو جھوٹا جاننے والا ہے۔ پس خداوند کریم کو جھوٹا جاننے والے کا حال اظہر من الشمس ہے۔

- حدیث نمبر۱

اٰمَنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مَنْ لَمْ تُوقر اصحَابه.

ترجمہ: جس نے صحابہ کی تعظیم وتوقیر نہیں کی اُس نے رسول ﷺ ہی کو نہیں مانا۔

پس اس حدیث سے بھی روشن ہو گیا کہ صحابہ کی تعظیم نہ کرنے والا محمد الرسول ﷺ ہی پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ خود امت محمدیہ سے خارج ہے۔

- حدیث نمبر۲

مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ.

خلاصہ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ صحابہ کی دوستی میری دوستی ہے اور اُن کی دشمنی میری دشمنی اور اُن کی تکلیف ورنج میری تکلیف ورنج ہیں اور جس نے

مجھ کو رنج دی اُس نے اللہ ہی کو رنج دی، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو رنج دیتے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں ملعون کہا ہے۔

پس اس آیت و حدیث سے مبین ہو گیا ہے کہ اصحاب سے بغض رکھنے والا ہر دو جہان میں ملعون ہے۔ پس ایسے شخص کے ملعون اور مرتد اور کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ لہٰذا زمرۂ اہل اسلام ایسے لوگوں کے ساتھ بہ ارشاد رب العباد وَلَا تَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ کے اجتناب کلی کھانے پینے اور نشست و برخاست سے کریں۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

فی روایة انسؓ: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله عزوجل اختارنی و اختار لی اصحابی فجعلهم انصاری و جعلهم اصهاری و انهٗ سیجیء فِی اٰخر الزمان قوم ینقصونهم الا فلاتواکلوهم الا فلاتشاربوهم الا فلاتناکحوهم الا فلا تصلوا علیهم علیهم اللعنة.

ترجمہ: حضرت انسؓ نے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو برگزیدہ فرمایا اور میرے واسطے میرے یاروں کو برگزیدہ فرمایا اور اُن کو میرا مددگار بنایا اور بعض کے ساتھ میرا رشتہ بنایا۔ آخر زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہوگا جو صحابہ کا رتبہ کم کر دے گا۔ پس خبردار ہو اُن کے ساتھ کھانے پینے میں شامل نہ ہو اور خبردار ہو اُن کے ساتھ مناکحت نہ کرو اور خبردار ہو اُن کے ساتھ نماز نہ پڑھو اور خبردار ہو اُن کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ اُن پر خدا کی لعنت وارد ہوتی ہے اور وہ رحمت پروردگار سے محروم ہیں۔

محمد سعید باجڑوی

ضمیمہ تحفۂ شیعہ

در رد

رسالہ اِصلاحِ اہل تشیع ،نمبر ۳، جلد ۱۳

از مولوی حافظ محمد سلطان صاحب سیال کوٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیه والصلوة علی نبیه وعلی تابعی صفیه.

امابعد پس واضح ہو کہ میاں اسمٰعیل جدید شیعی فنڈری نے ایک مضمون سراسر کذب و بہتان اور خلاف واقع رسالہ اصلاح میں (جو اہل تشیع کی طرف سے ماہ بہ ماہ موضع کجھوہ، ضلع سارن سے شائع ہوتا رہتا ہے اور مصرعہ ”برعکس نہند نام زنگی کافور“ کا مصداق ہے، کیوں کہ وہ فی الحقیقت اِصلاح نہیں بلکہ اِفساد ہے۔ وجہ یہ کہ اُس میں صحابہ کبار خصوصاً اصحاب ثلاثہ بالخصوص شیخین کی توہین کا اور اہل سنت والجماعت کی دل آزاری کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جاتا) بہ عنوان مذہبی مناظرہ فنڈر طبع کرا کر شائع کرایا ہے۔ پس اُس کے دروغوں کے اظہار کی تو اس مختصر ضمیمہ میں گنجائش نہیں، وہ تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ اگر خدا تعالیٰ کو منظور اور شائقین کا شوق اُس کے متعلق محسوس ہوا اور توفیق ربانی غیبی اور تائید سبحانی لاریبی شامل حال ہوئی تو یہ بندہ مستقل رسالہ کی صورت میں لکھ کر ہدیہ ناظرین کرے گا بالفعل اُس کا ایک جھوٹ ”مشت نمونہ خروارے“ کے طور پر پبلک کی آگاہی کے لیے اس جگہ حوالہ قلم کیا جاتا ہے۔ وھو ھذا:

قول میاں اسمٰعیل جدید شیعی فنڈری

۲۶ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ کو بہ وقت صبح شیخ کریم اللہ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ

پولیس معہ ہر دو بخشی صاحبان مذکوران نے جناب مولانا سیّد صاحب موصوف (باقر علی شیعی) کے پاس آ کر دریافت کیا کہ مناظرہ کس وقت ہوگا؟ تو مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ابھی تک تو جانب ثانی شرائط متفقہ خصوصاً شرط تقرری ثالثان سے گریز کر رہے ہیں اور ایسے ہی شرط غالب مغلوب سے بھی۔ پھر مولانا صاحب نے ہر دو خط یعنی اسمٰعیل شاہ اور مولوی نور اللہ شاہ صاحب کا اسسٹنٹ صاحب کو دکھا کر سمجھا دیا کہ شرائط مسلمہ فریقین ابھی تک قائم نہیں ہوئیں، جب قائم ہو جائیں تو مناظرہ جس وقت چاہیں شروع کر دیں۔ جب دونوں خط اسسٹنٹ صاحب نے دیکھ لیے تو کہا کہ بے شک شرائط مسلمہ قائم نہیں ہوئیں۔ پھر ہر دو خط مذکور اسسٹنٹ صاحب نے لے لیے اور کہا کہ میں ان لوگوں کے پاس جاتا ہوں اور اُن سے تصفیہ کر کے آپ کے پاس آتا ہوں۔ پھر اسسٹنٹ صاحب نے کہلا بھیجا کہ جانب ثانی بلا تعین شرائط اپنی کتابوں کو لے کر میدان مناظرہ میں چلے گئے ہیں، اب جو فریقین میں سے میدان مناظرہ میں نہ آئے گا تو سمجھا جائے گا کہ وہ گریز کر رہا ہے۔ اس پر جناب مولانا صاحب بھی معہ کتب جو قریباً پانچ سو کے تھیں میدان مناظرہ میں پہنچ گئے۔ کتابیں بالمقابل فریقین لگا دی گئیں اور آپ کرسی پر جلوہ نما ہوئے۔ اُس وقت بہ مواجہہ اہل کاران ریاست مولانا نے فرمایا کہ آپ کو اور ہمارے فریق ثانی کو بہ خوبی معلوم ہے کہ کل سے ہم شرائط مسلمہ فریقین کے لیے تقاضا کر رہے ہیں تا کہ شرائط اور ثالث کے معین ہونے پر مناظرہ کا نتیجہ صحیح اور مفید پیدا ہو، مگر فریق مخالف نے کسی طرح طے نہیں کیا اس واسطے پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ اب بھی قبل از مناظرہ اگر زیادہ نہیں تو ثالثوں اور غالب مغلوب کی نسبت کوئی شرط قائم کریں، تا کہ حاضر اور غائب کو نفع رساں ہو۔ جس کے جواب میں حافظ محمد سلطان صاحب نے جواب دیا کہ ہم کو ثالثوں کے مقرر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور ایسا ہی غالب اور مغلوب کی شرط کی بھی ضرورت نہیں، پبلک خود قیاس کر لے گی۔ جس پر مولانا صاحب نے فرمایا کہ پھر پبلک سے ہی اہل علم اور اہل تجربہ پر انحصار کیا جائے اور ان کے اسما قلم بند ہو جائیں۔ جس پر حافظ صاحب نے کہا کہ ہم کو اس کی بھی ضرورت نہیں، ہر کس خود سمجھ لے گا۔ آخر مولوی صاحب نے فرمایا کہ خیر متنازعہ فیہا مسائل کو تو مقرر کر لو۔

جس پر انھوں نے کہا کہ ہم آگے بھی بالمشافہ دو مسئلے متنازعہ فیہ مقرر کر چکے ہیں:
ایک یہ کہ ہم اصحاب ثلاثہ کا ایمان کُتب مخالف سے ثابت کریں گے۔ آپ اُن کا کفر ہماری کتب سے ثابت کریں گے۔
دوسرا یہ کہ ابوبکرؓ کا فدک کے بارہ میں ظالم اور غاصب ہونا ہماری کتب سے آپ ثابت کریں گے اور ہم اُن کا منصف اور عادل ہونا آپ کی کتابوں سے ثابت کریں گے۔
اور پبلک خود بخود نتیجہ نکال لے گی۔ جس پر مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ کی طرف سے کون صاحب تقریر کریں گے۔ حافظ محمد سلطان صاحب اُدھر سے مقرر ہوئے۔

قول احقر العباد بندہ محمد سلطان سیال کوٹی

سیّد اسمٰعیل جدید شیعی فنڈری نے اس عبارت میں بڑی خلاف بیانی سے کام لے کر پبلک کو بڑا دھوکا دیا ہے اور سفید جھوٹ بولا ہے اور دروغ گوئیم بروئے پر کاربند ہوا ہے اور شرائط متروکہ اور مرممہ کو شرائط متفقہ مسلمہ بنایا اور طے شدہ باتوں کو غیر طے شدہ ٹھہرایا ہے۔
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس نے شروط تقرر ثالثان اور شرط غالب مغلوب کے لیے کوئی معیار مقرر کرنے کے قائم کرنے سے گریز کرنا ہم لوگوں کے ذمہ لگایا ہے اور ہر دو شرط مذکوہ کو من جملہ شروط متفقہ مسلمہ اس نے بیان کیا ہے، حالاں کہ وہ دونوں من جملہ شروط متروکہ مرممہ ہیں، کیوں کہ اصل حقیقت حال اس مِن وال پر ہے کہ پہلے مناظرے سے گریز کرنے کے بعد جس کا مختصر حال ابتدائے ”تحفۂ شیعہ“ میں درج ہے اول جدید شیعی صاحب نے ایک خط بہ نام مولوی نور اللہ شاہ صاحب ارسال کیا، جس میں مسائل متنازعہ فیہا کے تعین کی نسبت استفسار درج تھا اور اُس میں چند شرائط کو جن میں ہر دو شروط مذکورہ بالا بھی داخل تھیں، لکھ کر اُن کے قائم کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ پس اس رقعہ کے آتے ہی حضرت مولانا موصوف صاحب نے اس بندہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس رقعہ کو سن کر جو جواب اس کا مناسب ہو وہ آپ حضور تحریر کرا کر فریق مخالف کی طرف ارسال فرمادیں۔ پس اس احقر نے اُس رقعہ کو سن کر اُس کا جواب تسطیر کی قید میں لا کر اُس کی طرف روانہ کر دیا۔ اُس میں قلمی کیا گیا کہ مسائل متنازعہ فیہا وہی دو ہیں جن کا تقرر بالمشافہ ہو چکا ہے۔ یعنی

(۱) اصحاب ثلاثہ کے ایمان وکفر کی تحقیق

(۲) فدک کے مقدمہ میں گفتگو

اور اُس کی جملہ شرائط پیش کردہ میں سے شرط تقرر ہی ثالثان اور غالب اور مغلوب کی شرط کو غیر ضروری اور متعسر الحصول سمجھ کر مرمم اور باقی شروط کو مسلم کیا گیا۔ پس جب وہ تحریر اُس کے پاس پہنچی تو وہ بہ نفس نفیس معہ چند مشیران ومعاونان خود مثل قطب الدین وغضنفر علی وغیرہ شیعہ صاحبان ہم لوگوں کے پاس آکر بابت تقرری ثالثان وشرط غالب مغلوب کے گفتگو شروع کی، اول تو بندہ نے اُن کا غیر ضروری اور متعسر الحصول ہونا بادلائل بیان کیا، مگر اُن کے اصرار پر بندہ نے کہا کہ آپ لوگ اس مقدمہ میں کس کس کو ثالث مقرر کرنا چاہتے ہیں اور غالب مغلوب کی نسبت کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہم ایک پنڈت صاحب ساکن جموں کو ثالث معین کرنا چاہتے ہیں اور غالب مغلوب کی نسبت یہ رائے ہے کہ مغلوب کو چاہیے کہ غالب کا مذہب اختیار کرے، پس بندہ نے اُن کے ثالث پیش کردہ کی بابت کہا کہ ہم کو پنڈت صاحب مذکور کا حال معلوم نہیں کہ وہ متدین ہیں یا غیر متدین۔ پس اول ہمارے ساتھ شہر جموں میں چلو، اگر ہم اُس کو متدین غیر طرف دار پائیں گے تو ہم اُن کی ثالثی منظور کرلیں گے، مگر آپ کو ہمارے ساتھ سیال کوٹ میں بھی جانا پڑے گا، کیوں کہ ہم بھی اپنی طرف سے ایک ثالث مقرر کرنا چاہتے ہیں، پس بغیر تحقیق حال اُس کے آپ لوگ اُس کو کب منظور فرمائیں گے اور جو مغلوب کی بابت آپ نے کہا ہے کہ اُس کو غالب کا مذہب اختیار کرنا ہوگا وہ بندہ کو منظور ہے، مگر اس کے وثوق کے لیے کیا صورت ہونی چاہیے، تاکہ بعد میں مغلوب اپنے قول سے مفرور نہ ہوجائے۔ پس اس کے جواب میں انھوں نے کہا کہ پھر جانے والوں کو مبلغ پچاس روپے ہرجانہ کے طور پر ادا کرنے لازم ہوں گے۔ اس کے جواب میں بندہ نے کہا کہ یہ رقم قلیل ہے، اس میں پھرنے والے کو کم تکلیف متصور ہے، بلکہ یوں چاہیے کہ اگر بندہ مغلوب ہوجائے گا تو اپنی حویلی جو قیمتی چار ہزار روپیہ کی ہے شیعہ لوگوں کے حوالے کردے گا اور اگر آپ مغلوب ہوجائیں گے تو آپ لوگوں کو بھی اس قدر اہل سنت والجماعت کو دینا لازم ہوگا۔ پس چاہیے کہ کوئی جائیداد قیمتی بہ قدر مذکور دکھا کر اور

اس بندہ کی جائیداد دیکھ کر جانبین سے وثیقے تحریر ہونے چاہیں۔ پس جب اس احقر نے یہ بیان کیا تو انہوں نے اِن کے معرضِ حصول میں آنے کی دقت کو محسوس کر کے اِن کی ترمیم کو تسلیم کر لیا اور سوائے ان دو شرطوں کے باقی شروط پیش کردہ کی (جن کی تفصیل آگے آئے گی) قائم کرنے کو مشروط کر کے بندہ کی تحریر کو قبول کر لیا اور اس کے آخر میں سیّد اسمٰعیل شاہ نے لکھ دیا کہ اگر میں ۲۶ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ کو معہ اپنے مناظر کے حاضر نہ ہوں گا تو مبلغ سو روپیہ بہ طور ہرجانہ بھر دوں گا۔ اور اس تحریر کے پختہ کرنے کی غرض سے اُس پر سیّد اسمٰعیل شاہ کا انگوٹھا ثبت کرایا گیا، چناں چہ وہ تحریر بجنسہ اس بندہ کے پاس موجود ہے، جس کو اس بیان میں شک ہو وہ اپنا شک دور کرنے کے لیے بے شک اس بندہ کے پاس آ کر ملاحظہ کر لے۔

پس اس ساختہ پرداختہ کے بعد عین مناظرہ کے موقع پر طے شدہ بابت تنازعہ پیش کرنا مناظرہ سے گریز کرنا اور مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد کا مصداق بننا نہیں تو اور کیا ہے۔ مگر چالاکی اور ہوشیاری سے ''اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' پر عمل کر کے گریز کو جانب ثانی یعنی اہل سنت والجماعت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ۔ ع

بہ بیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بہ کجا

دراصل بات یہ ہے کہ جب ہم فریقین پچیس محرم ۱۳۴۸ھ کو موضع فنڈر میں داخل ہوئے اُسی وقت سے شیعہ صاحبان نے مناظرہ کے عدم وقوع کے لیے حیلہ جوئی اور بہانہ سازی شروع کر دی اور چاہتے تھے کہ مناظرہ کسی طرح ٹل جائے جیسا کہ وہ ایک دفعہ اس سے پہلے یہ کارروائی کر چکے تھے۔ چناں چہ ۲۶ محرم کو جو عین مناظرہ کا روز تھا جب اسسٹنٹ صاحب اور بخشی صاحبوں نے کہا کہ چلو مناظرے کے لیے، کیوں کہ فریق ثانی آپ کو بلاتے ہیں، تب انھوں نے شرائط مسلمہ کے نہ قائم کرنے کو ہمارے ذمے لگا کر اُس کو اپنی شکار کی ٹٹی بنایا اور اُس کی آڑ میں پناہ لینی شروع کی، مگر جب ہم نے میدان مناظرہ میں مناظرے کا علم جا گاڑا اور اُن کو بار بار بلایا تو بہ صد مجبوری ولاچاری میدان میں آئے، مگر پھر وہی رونا رونا شروع کیا یعنی مولوی باقر علی صاحب نے فرمایا کہ پہلے شرائط اور مسائل متنازعہ فیہا کا تقرر کر لینا چاہیے پھر مناظرہ شروع کرنا چاہیے، خصوصاً تقرر ثالثان اور غالب

مغلوب کی نسبت کوئی شرط پہلے ضرور قائم کر لینی چاہیے۔ جس پر بندہ نے کہا کہ یہ سب باتیں طے ہو کر قلم بند ہو چکی ہیں، اب مناظرے کا وقت ہے نہ فضول باتوں کا۔

معلوم کر لینا چاہیے کہ اگر مولوی باقر علی صاحب یہ عذر پیش کریں کہ میں نے تو ان باتوں کو طے نہیں کیا تھا، تو یہ عذر اُن کا چند وجوہ سے مخدوش فیہ ہے اور قابل پذیرائی عقلا وعلما نہیں ہے:

اولاً یہ کہ کیوں انہوں نے شروط متروکہ مرممہ کو متفقہ مسلمہ شروط کہا ہے۔

ثانیاً یہ کہ جو باتیں ان کے موکل ہوشیار مثل فتح علی شاہ ساکن بڈھیال قاضیاں وغضنفر علی ساکن لسواڑہ وسیّد اسمٰعیل شاہ وغیرہ بعد قیل وقال بسیار وتکرار بے شمار طے کر چکے تھے۔ اُن میں اُن کو جو وکیل ہیں ان کی طرف سے حق نہیں پہنچتا تھا کہ پھر قیل وقال شروع کر دیں، کیوں کہ جس بات کو موکل منظور کر لے وکیل اس سے انکار نہیں کر سکتا، اگر کرے تو بے وقوف سمجھا جاتا ہے۔

ثالثاً یہ کہ اگر اُن کو اپنے موکلوں کا ساختہ پرداختہ منظور نہیں تھا تو اُن کو بٹالہ سے موضع فنڈر میں مناظرہ کے لیے قدم رنجہ فرمانا نہ چاہیے تھا، بلکہ جب وہ ان کو مناظرہ کے لیے مقرر کرنے کے واسطے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اُس وقت انھیں کہنا چاہیے تھا کہ ان دستاویزوں میں جو کارروائی تم قلم بند کر چکے ہو اس پر مجھ کو مناظرہ کرنا منظور نہیں۔

اور اگر مولوی صاحب کا یہ عذر ہو کہ میں نے ان دستاویزوں کو نہیں دیکھا تھا تو یہ عذر بھی اُن کا قرین قیاس اور قریب عقل نہیں ہے، کیوں کہ اکثر اور اغلب ہے کہ جب کوئی کسی موکل کا وکیل بنتا ہے تو وہ اپنے موکل کی دستاویزوں کو دیکھ کر اور اس کا اظہار سن کر بنتا ہے۔

پس مولوی صاحب کا حال دو شق سے خالی نہیں؛ یا تو مولوی صاحب نے فریقین کی دستاویزوں کا مطلب نہیں سمجھا، مگر یہ تو اُن کے تبحر علمی سے بہت دور ہے اور یہ موئے ظنی ہرگز ہم اُن کی نسبت نہیں کر سکتے یا انھوں نے تجاہل عارفانہ کر کے طے شدہ بات کو پھر محل نزاع میں لا کر مناظرہ کو ٹالنا چاہا اور قابل تسلیم بھی یہی بات ہے اور مسائل متنازعہ فیہا کے تقرر کی بابت عین وقت مناظرہ میں اُن کا سوال کرنا بھی اسی شق کے ہونے پر دلالت کرتا

ہے۔ کیوں کہ اُن کے تقریر میں تو کسی طرح کا شک باقی نہ تھا اور نہ کسی فریق کو اُن کی نسبت تردد تھا، چناں چہ اس دعوے پر تقریر بالا اور عبارت دستاویز ہائے مذکورہ (جن کی نقول ذیل میں لکھی جاتی ہیں) شاہد عادل ہیں۔

نقل رقعہ سیّد اسمٰعیل شاہ مطابق اصل

مجمع حسنات بیکراں معدن جود والاحسان مولوی نور اللہ شاہ جی

بعد از تبلیغ احکام مسنون خیر الانام ملتجی ہوں کہ آں جناب مذہب اثنا عشری کی تکذیب میں قیل وقال و مستعد عناد ہیں، لہٰذا بہ ذریعہ نیاز نامہ ملتجی ہوں برائے نوازش تحریر فرمائیں کہ کس مسئلہ پر گفتگو ہوگی۔

(۱) کون کون سی کتاب وجہ ثبوت میں پیش ہوگی۔

(۲) فریقین اپنے اپنے مذہب کی مستند کتابوں کی فہرست دیں۔

(۳) بجز مسئلہ معینہ کے دیگر مقام پر گفتگو نہ ہوگی۔

(۴) غالب مغلوب کی کیا شرط ہوگی۔

(۵) افسر علاقہ سے اجازت لے لیں۔

(۶) دو ثالث غیر مذہب ضروری ہونے چاہئیں۔

(۷) خرچ فریقین بہ ذمہ فریقین ہوگا۔

(۸) تاریخ مناظرہ ۲۶ یا ۲۵ محرم ۱۳۲۸ھ مقرر ہونی لازم ہوگی۔

(۹) مناظرے کے وقت آپ خود یا دیگر علما کو بالمقابل مناظرہ کرانا چاہیں تو ہر فریق کو حق حاصل ہوگا۔

(۱۰) ہم فریق مخالف کی کتب فہرست کتب مشمولہ ہذا اہل سنت سے آپ کے مسلکوں کا بطلان ثابت کریں گے اور آپ کو کتب اہل تشیع مندرجہ فہرست مشمولہ سے اصحاب ثلاثہ کا باایمان ہونا ثابت کرنا لازمی ہوگا۔

جواب سے سرفراز فرمائیں۔ مگر یاد رہے کہ ایسا نہ ہو جیسا کہ پہلے عریضہ کا جواب آپ

نے اب تک نہیں دیا۔ تحریر بہ تاریخ ۱۷ ار پوہ ۱۹۶۶ بکرم مکرر آں کہ شرائط مندرجہ بالا کا پابند آپ کو رہنا لازمی ہوگا۔ یعنی شرائط آپ اپنے دستخطی تحریر کر کے دستخط فرمائیں، تاکہ ہر امر میں آپ کو ذمہ دار سمجھا جائے۔

تحریر صدر بہ قلم

اسمٰعیل سیّد اثنا عشری

نقل جواب رقعہ ہذا

از طرف بندہ محمد سلطان و مولوی نور اللہ شاہ مطابق اصل

سیادۃ پناہ نجابت دست گاہ میاں اسمٰعیل پر بعد تبلیغ احکام مسنون خیر الانام واضح ولائح ہو کہ رقعہ جناب کا موصول ہوا۔ اُس کے مطالعہ سے کوائف مندرجہ پر آگاہی حاصل ہوئی۔ پس اس کے جواب میں قلمی ہے کہ مسائل متنازع فیہا کا تصفیہ بالمشافہ ہو چکا ہے یعنی دو ہیں:

(۱) اصحاب ثلاثہ کا کفر وایمان یعنی آپ ان کا کفر ثابت کریں گے اور ہم ان کا ایمان اور اُن کو کافر کہنے والے کو مردود ثابت کریں گے

(۲) آپ حضرت صدیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دو در مقدمہ فدک غاصب اور ظالم ثابت کریں گے اور ہم ان کو منصف اور عادل اور مطابق حکم وعمل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس میں فیصلہ کرنے والے پایۂ ثبوت کو پہنچائیں گے۔

اور ہر فریق کو محل استدلال میں آیات قرآن مجید اور حوالہ جات کتب مخالف پیش کرنی ہوں گی اور ہر فریق کو حق ہوگا کہ کتب محولہ فریق مخالف اپنے مذہب کے فریق مخالف کو اپنے پاس سے دیوے۔

اور جو جناب نے سوال کیا ہے کہ وجہ ثبوت میں کون کون سی کتاب پیش ہوگی یہ سوال آپ کا ٹھیک نہیں اور حصر نا مناسب ہے بلکہ ہر فریق کو اختیار رہو گا کہ جس کتاب فریق مخالف سے چاہے حوالہ دے دے۔ ثانی فریق ثانی کا حق ہوگا کہ بادلیل کہہ دے کہ یہ کتاب ہمارے مذہب کی نہیں یا ہے۔ مگر تم نے جو جو اس کا مطلب بیان کیا ہے یہ اُس کا مطلب نہیں۔

نمبر ۳ کا جواب یہ ہے کہ غالب مغلوب کی شرط قید میں لانی بے سود ہے، پبلک وقت پر خود دیکھ لے گی۔

اور آپ کا فرمانا کہ اس علاقہ کے افسر کی اجازت لینی ضرور ہوگی بجا ہے اور آپ کا ارشاد دو ثالث غیر مذہب ضرور ہونے چاہئیں بے جا ہے، کیوں کہ غیر مذہب والوں کو دوسرے مذہب کی حقیقت کماینبغی کس طرح معلوم ہو سکتی اور غیر مذہب والوں کو حاضر ہونا بھی اشکال سے خالف نہیں۔

اور خرچ و تاریخ کی بابت جو آپ نے مرقوم کیا ہے وہ ہم کو منظور ہے۔ فقط۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

راقمان

مسکین بندہ حافظ محمد سلطان

وسیّد نور اللہ شاہ

باجازت چھہاں شاہ حنفی ساکن فنڈر

چھہاں شاہ بہ قلم خود

یہ نقل جس رقعہ کی ہے اس کا اصل ہم کو پہنچ گیا۔

بہ قلم سیّد اسماعیل اثنا عشری

از فنڈر

جو فریق حاضر تاریخ مقرر پر نہ ہوگا معہ مناظر تو صد روپیہ بہ طور ہرجانہ دے گا۔ اگر نہ دے گا تو فریق ثانی بہ ذریعہ عدالت وصول کرنے کا مجاز ہوگا۔

دستخط

سیّد اسمٰعیل اثنا عشری

از فنڈر

دیکھو ہماری جوابی تحریر کا مضمون جس میں تقرری ثالثان اور غالب مغلوب والی شروط

کو غیر ضروری وغیر مفید و غیر مناسب ہونا بیان کر کے اُن کی ترمیم اور اُن کو موقوف کر دینا درج ہے اگر ان کو منظور و مقبول نہ ہوتا تو کیوں میاں اسماعیل بہ مشورہ باقی شیعہ صاحبان اپنے معاونین کے اس پر اپنا انگوٹھا لگا دیتا اور کیوں اس کے اخیر میں لکھ دیتا کہ اگر میں معہ مناظر اپنے کے تاریخ مقررہ پر حاضر نہ ہوں گا تو مبلغ سو روپے بہ طور ہرجانہ کے بھر دوں گا۔

اور یہ بھی واضح ہو کہ مولوی باقر علی صاحب کے فرمان مصیبت اقتران (تو پھر پبلک ہی سے اہل علم اور اہل خبرہ پر انحصار کیا جائے) سے اس احقر کو انکار نہیں تھا، بلکہ یہ تو بندہ کا عین مطلب تھا، انکار تھا تو اس سے تھا جو انھوں نے فرمایا تھا کہ اُن کے اسما قلم بند کیے جائیں، کیوں کہ یہ بھی ایک حیلہ مناظرہ کو ٹال دینے کا تھا۔ کیوں کہ صاحبان ...... کے انتخاب کے وقت احتمال بلکہ ظن غالب تھا کہ جانبین میں تنازع شروع ہو کر شور برپا ہو جائے اور افسران پولیس مناظرہ کو موقوف کر دیں۔ بندہ اس کو تاڑ گیا تھا، لہٰذا انکار کیا تھا۔

نقل فہرست کتب مطلوبہ اہل تشیع از اہل سنت

یعنی وہ کتابیں جو شیعہ صاحبوں نے اہل سنت کے مذہب کی اہل سنت سے طلب کی تھیں، تا کہ وہ مسائل متنازعہ فیہا کا ثبوت مناظرہ کے وقت اُن سے پیش کریں:

۱۔ تفسیر کبیر
۲۔ تفسیر معالم التنزیل
۳۔ تفسیر بیضاوی
۴۔ تفسیر امام حسن عسکری
۵۔ تاریخ ابوالفدا
۶۔ غنیۃ الطالبین
۷۔ ازالۃ الخفا
۸۔ روضہ احباب
۹۔ تحفہ اثنا عشریہ
۱۰۔ تفسیر جلال الدین سیوطی
۱۱۔ کنز الدقائق کلاں
۱۲۔ وصیت نامہ مطبوعہ شاہ عبدالحق دہلوی
۱۳۔ فتاوی قاضی خان
۱۴۔ ہدایا
۱۵۔ نہایا
۱۶۔ صواعق محرقہ
۱۷۔ شرح بہاری
۱۸۔ فتاوی عالم گیری

۱۹۔ مدارج النبوۃ
۲۰۔ مدارج
۲۱۔ شواہد
۲۲۔ شواہد النبوۃ
۲۳۔ الزام النواصب
۲۴۔ ابن تیمیہ در روافض
۲۵۔ فتاویٰ برہنہ
۲۶۔ بحر الرائق
۲۷۔ حبیب السیر
۲۸۔ صاحب کتاب اربعین
۲۹۔ مناقب جلال الدین سیوطی
۳۰۔ ملل ونحل
۳۱۔ شرح مواقف
۳۲۔ انسان العیون
۳۳۔ سبط ابن جوزی
۳۴۔ معارج النبوۃ
۳۵۔ مطاعن ابوبکر
۳۶۔ مختصر خطیب بغدادی
۳۷۔ تاریخ واقدی
۳۸۔ تاریخ طبری
۳۹۔ تاریخ بلادری
۴۰۔ کنز العمال
۴۱۔ صراح
۴۲۔ منتہا العرب
۴۳۔ مشکوٰۃ
۴۴۔ فقہ اکبر
۴۵۔ صحاح ستہ
۴۶۔ نہج البلاغت
۴۷۔ قرآن مجید

سوائے ان کتابوں کے جو فہرست میں درج ہیں اور کتاب ثبوت میں پیش نہ ہوگی۔

دستخط

اسماعیل اثنا عشری

از فنذر

ناظرین باتمکین پر واضح ہو کہ اس فہرست کا اصل جس کی یہ نقل ہے معہ انگوٹھا میاں اسماعیل ہم لوگوں کے پاس موجود ہے، طالب دیکھ سکتا ہے اور جو لفظی اور معنوی غلطیاں اس میں پائی جاتی ہیں ان سے کاتبین کا مبلغ علم پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ اس کی لفظی غلطیوں کے

بیان کرنے کی تو یہاں چنداں حاجت نہیں، کیوں کہ وہ ظاہر ہیں۔ اس کی معنوی غلطیوں کا کچھ نمونہ یہاں قید کتابت میں لایا جاتا ہے:

(۱) ''کنز الدقائق'' کا اس میں درج کرنا، کیوں کہ اس کو مسائل متنازع فیہا سے کچھ لگاؤ نہیں۔

(۲) ''نہج البلاغت'' کو (جو شیعہ مذہب کی کتاب ہے) اس میں لکھ کر ہم لوگوں سے طلب کرنا چہ معنی دارد، کیوں کہ وہ مطلوبہ اہل سنت ہے، نہ مطلوبہ اہل تشیع۔

(۳) صاحب کتاب اربعین کا لفظ اس میں تحریر کرنا، کیوں کہ کتاب اربعین کا حاضر کرنا تو ممکن تھا، صاحب کتاب اربعین کو دوبارہ زندہ کر کے اور قبر سے نکال کر ہم لوگ کب لا سکتے تھے۔

(۴) سبط ابن جوزی لکھ کر ہم سے طلب کرنا، کیوں کہ سبط ...... میں پوتے کو کہتے ہیں۔ پس پوتا ابن جوزی کا اس کی قبر کو کھود کر ہم کب لا سکتے تھے اصل میں کتاب کا نام سیرت سبط ابن جوزی ہے، مگر شیعہ لوگوں کو سبط ابن جوزی اور سیرت سبط ابن جوزی میں کچھ تمیز نہ ہوئی۔ علیٰ ہذا القیاس اور غلطیاں بھی بہت ہیں۔

نقل فہرست کتب مطلوبہ اہل سنت والجماعت از اہل تشیع

یعنی وہ کتابیں اہل تشیع کے مذہب کی شیعہ لوگوں پر مناظرہ کے وقت اہل سنت والجماعت کو دینی بہ مجرد طلب کرنے ان کے لازم تھیں۔

۱۔ نہج البلاغت
۲۔ تفسیر صافی
۳۔ تفسیر مجمع البیان
۴۔ بحر المناقب
۵۔ وصیت نامہ نجبا
۶۔ اصول اربعہ
۷۔ مذہب شیعہ
۸۔ کتاب الخصال
۹۔ کشف الغمہ
۱۰۔ منہج السالکین
۱۱۔ تنزیہ الانبیا
۱۲۔ تفسیر خلاصۃ المناہج

۱۳۔ مجالس المومنین
۱۴۔ صحیفہ کامل
۱۵۔ منہاج السالکین
۱۶۔ اظہار الحق
۱۷۔ منہج الکرامہ
۱۸۔ فصول
۱۹۔ جامع الاخبار
۲۰۔ شرح تجرید
۲۱۔ جامع عباسی
۲۲۔ قرآن مجید

یہ نقل مطابق اصل ہے۔

مخلوق خدا پر روشن وہویدا ہو کہ ہمارے جوابی رقعہ کو لے لینے کے بعد شیعہ لوگوں کا فہرست صدر کو لکھ کر ہم کو دینا اور فہرست ہذا کا ہم سے لینا روشن دلیل ہے اس دعویٰ پر کہ شرائط کے متعلق کوئی تنازع باقی نہیں رہا تھا۔ پس اس تمام کارروائی کے بعد مولوی صاحب موصوف اور اُن کے مقلدین کا عین مناظرہ کے وقت پھر ان کو محل نزاع میں لانا بین دلیل ہے اس بات کی کہ وہ مناظرہ کرنا ہر گز نہیں چاہتے تھے اور اس سے صاف گریز کرتے تھے۔ پس یہ خلاف واقعہ مضمون جو میاں اسمٰعیل نے رسالہ ''اصلاح'' میں طبع کرایا ہے اُس پر یعنی میاں اسمٰعیل پر تو چنداں افسوس نہیں، کیوں کہ وہ ایک عام آدمی ہے، کچھ مقتدا و پیشوا نہیں ہے، کیوں کہ اُس کے اہل دیہہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جیسا جدید شیعی ہے ویسے ہی جدید سنی بھی ہے۔ جائے افسوس ہے تو جناب ایڈیٹر اصلاح پر ہے، کیوں کہ وہ مدعی اصلاح ہو کر ایسے اِفسادی اور خلاف واقعہ مضامین کو اپنی اخبار گہر بار میں جگہ دے کر شائع کر دیتے ہیں۔ فقط

الراقم المذنب
ابورشید احمد المسکین عبدالرحمٰن

المدعو بمحمد سلطان

تجاوز عن سیاتہ اللہ الحنان
امام مسجد کلاں کشمیریاں، واقع شہر سیالکوٹ

حسب تعمیل ارشاد واجب الانقیاد
سیّد السادات الطاہرین، امام المباحثین ...... اکمل، واعظ بے بدل
جناب سیّد مولوی نور اللہ شاہ سلمہ اللہ ......
بندہ غلام حسین عفی عنہ
تاریخ ایں مناظرہ بہ عجلت تمام وسرعت مالا کلام ارقام ...... کش خاص وعام نمودہ مستغنی سہو وخطا است

بہ توفیق خداوند تبارک — برائے مومناں گویم مبارک
بہ فنڈر رافضی سُنّی بہ یک جا — بحث آمد چو شورِ مورجِ دریا
بلاشک اہل سنت را ظفر شد — گروہ رافضی زیروزبر شد
مناظر حافظِ سلطانِ عالم — در اقلیم سخن سلطان مسلم
برای خصم بس سلطاں عسس بود — محمد غوث چوں فریاد رس بود
کساں گفتار خصمش جاں برآمد — ہماں ساعت ولی کپتاں درآمد
بدرئع الوقت بعد از چاپلوسی — ہزاراں منت و صد دست بوسی
بگفتا گر قبول افتد بگویم — برای ختم بحث ایں چارہ جویم
پس از چندی جوابِ اعتراضات — نویسند و فریسم من بخدمات
ولیکن باعثِ آغاز و انجام — بود آں شاہ نور اللہ نکو نام
گہے در خدمتِ مہماں نوازی — گہے در بحث کردے چارہ سازی
بسیداں آمدہ چوں رعد غرید — کہ خصمش را دل از ہیبت بلرزید

چوشد آلام از ہاتف ندا شد
۲
سنینش ناصر حافظ خدا شد
۱۳۳۰ - ۲ = ۱۳۲۸ھ

اشتہار واجب الاظہار

چوں کہ محمد حسین پٹواری وغیرہ موضع بدر...... متصل کوٹلی لوہاراں ...... میں واسطے مباحثہ اہل سنت والجماعت ...... بالمشافہ چار سو آدمی کے شرائط مباحثہ وہرجانہ وغیرہ ...... کر کے ...... مقررہ کے مئی ۱۹۱۰ء تاریخ مباحثہ قرار پائی اور ایک ماہ پیش تر ...... مقررہ کے مناظرین کو تاریخ سے اطلاع دی گئی۔ ابھی چند دن میعاد بحث میں باقی تھے کہ بانیان مناظرہ اہل تشیع کو مناظرین ...... نے مطلع کیا کہ ہم بحث کے واسطے موضع بدر میں نہیں آئیں گے۔

اس تیاری بحث سے ہم اہل سنت والجماعت کو یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ فراہمی کتب کے واسطے دور دراز تگ ودو کی گئی اپنے اوقات قیمتی کو مفت ضائع کھو دیا۔

المشتہر

سیّد نور اللہ شاہ نقوی سیال کوٹی عفی عنہ

محلّہ کشمیریاں، سیال کوٹ

استغاثہ بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

نتیجۂ فکر مولوی نور اللہ شاہ نور سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ

۱ بدردِ تو کہ من از دلے بجانم — بعرضِ مدعا تر شد زبانم
چہ دردے است اینکہ تدبیرش ندانم — بکن چارہ کہ تو مشکل کشائی

منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۲ گلستانِ وفا را نو بہاری — بمیدانِ کرامت شہسواری
پئے محنت شعاراں غم گساری — شکستہ خاطراں را مومیائی

منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۳ توئی بر گم رہے راحضرِ اکبر — توئی ملکِ رسالت را سکندر
از آنت چترِ لولاک است بر سر — کہ خیلِ انبیاء را رہنمائی

منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۴ زلیخائے صبا چوں جستجو کرد — قبائے یوسفِ گل مشکبو کرد
لب اندر حیائش سو بسو کرد — ہمہ این است لطفِ مصطفائی

بر تیر از جامِ وصلت مے بکامم
بدہ از دردِ ہجرانم رہائی
منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۱۰ منم از کارواں ماندہ پریشان
بحالِ خستہ و با عقل حیراں
رفیقانم شدند از من گریزاں
شب تاریک و عذرِ خستہ پائی
منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۱۱ دریں تنگی کرا خوانم ندانم
بہ پیشم رہزن از پس خوف جانم
زرہ افتادہ دور از کاروانم
خوشا بختم زغیب از رخ بنمائی
منہ بر سینہ ام سنگ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۱۲ ہمہ کارم بجز تو سخت بستہ
زہر سو رشتۂ کارم گسستہ
دلے دارم ز داغِ ہجر خستہ
چرا در دیدۂ تارم نیائی
منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۱۳ زہر گلشن چو من بوئیت شمیدم
شوم فرشت بہ ہر کوئے رسیدم
ندیدم چوں ترا ہر سو دویدم
عجب تر کز ثریا تا ثرائی
منہ بر سینہ ام سنگ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۱۴ غریب بے کسم مستور ماندہ — ز ہمراہانِ خود مہجور ماندہ
شبِ یلدا تنم رنجور ماندہ — رہم بنما کہ تو بدر الدجائی
منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی

۱۵ منم یک تشنہ آبے را طلب گار — فتادم بر درت از بہرِ دیدار
چو بد بختم بدیں غایت نگونسار — شد آبِ من سراب جانگزائی
منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۱۶ کرا گویم ز جورِ چرخ قصہ — دلم بریاں شود از سوز و غصہ
دہم از شربتِ الطاف حصہ — طبیبِ مہرباں بہرِ شفائی
منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۱۷ ہزاراں مشکل اندر کار و بارم — ز ہر جانب مصائب صد ہزارم
دریں محنت سرا کو جز تو یارم — مدد فرما کہ محبوبِ خدائی
منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۱۸ ندیدہ کس چو من اندوہ رسیدہ — منم چوں ماہی آب نادیدہ
گلے کے چوں تو در گلشن دمیدہ — نگشتہا گر باد صبائی
منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

مناجات بہ جناب غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از احقر کونین

سیّد نور اللہ شاہ، سیال کوٹ

خدا کے واسطے یا شاہ عالی
تمہیں باغِ ولایت کے ہو مالی

تیرے دشمن کے منہ پر خاک ڈالی
وہ ہے ایمان سے لاریب خالی

تقبلنی و لا تزدد سوالی
اغثنی مرشدا امدد بحالی

جگہ اُس نے جہنم میں بنائی
کرے جو بات کچھ انکار والی

حسن کے لاڈلے دو جگ کے والی
تیری ہے ذات تطہیراً و عالی

تقبلنی و لا تردد سوالی
اغثنی مرشدا امدد بحالی

گدا در پر تیرے ساری خدائی
خدارا کر میری مشکل کشائی

میں کم تر ہوں غلامانِ غلاماں
تمھارا نام لیوا شاہِ جیلاں

تقبلنی و لا تردد سوالی
اغثنی مرشدا امدد بحالی

فسردہ دل نہایت سخت حیراں
خدارا حالِ بے کس را پرساں

بکن حل مشکلم مشکل کشائی
تمامی اولیا را راہ نمائی

تقبلنی ولا تردد سوالی
اغثنی مرشدا امدد بحالی

ہوا جس پر تیرا لطف وکرم ہے
اُسے عقبیٰ کا کیا پھر خوف و غم ہے

وہ بلکہ دو جہاں میں محترم ہے
غلام اس کا فریدوں جام و جم ہے

تقبلنی و لا تردد سوالی
اغثنی مرشدا امدد بحالی

میں رنج و درد اور غم میں مبتلا ہوں
میں سرگرداں مثل آسیا ہوں

کہوں کیا کس مصیبت میں پڑا ہوں گرفتار غم و رنج و بلا ہوں
تقبلنی و لا تردد سوالی اغثنی مرشدا امدد بحالی
کرو لطف و نوازش مہربانی ہوئی کیوں تلخ میری زندگانی
غیاث المستغیثین نام تیرا پھر اکا کیوں رہے یہ کام میرا
تقبلنی و لا تردد سوالی اغثنی مرشدا امدد بحالی
خدا کے واسطے پیران پیراں و پیرا دستگیر دستگیراں
کرو میں بے نوا کی دستگیری پریشاں حال ہوں در وقت پیری
تقبلنی و لا تردد سوالی اغثنی مرشدا امدد بحالی
کرو آسان مشکل کام میرا شہا مشکل کشا ہے نام تیرا
گدا ہوں مانگنا ہے کام میرا کرم حاجت روائی کام تیرا
تقبلنی و لا تردد سوالی اغثنی مرشدا امدد بحالی
کرو میری خدارا دستگیری ہوں خستہ از غم اندوہ گیری
کریما مشفقا مشکل کشایا شفیقا مشفقا حاجت روایا
تقبلنی و لا تردد سوالی اغثنی مرشدا امدد بحالی
مریضوں کے لیے دار الشفایا مریض لادوا تجھ پاس آیا
خدارا جلد تر دارو شفا دو میرے اس درد کو جلدی شفا دو
تقبلنی و لا تردد سوالی اغثنی مرشدا امدد بحالی
تجھے غم درد کا قصہ سنایا تمامی حال زار اپنا دکھایا
دوا دو خواہ دعا دو خواہ دلا دو مگر بگڑی میری مولا بنا دو
تقبلنی و لا تردد سوالی اغثنی مرشدا امدد بحالی
تجھے اپنے مریدوں کی شرم ہے غلاموں پر سدا تیرا کرم ہے
کہا تو نے مریدی لا تخف ہے نہ مانے جو تجھے وہ ناخلف ہے
تقبلنی و لا تردد سوالی اغثنی مرشدا امدد بحالی

خدارا کر میری اب دستگیری　گئی بڑھ حد سے یہ اندوہ گیری
مدد یا قطب ربانی اغثنی　مدد یا غوث صمدانی اغثنی
تقبلنی و لا تردد سوالی　اغثنی مرشدا امدد بحالی
مدد یا پیر عرفانی اغثنی　مدد یا شیر یزدانی اغثنی
ہے شاہا اور بھی اک عرض میری　بہ درگاہِ معلیٰ پاک تیری
تقبلنی و لا تردد سوالی　اغثنی مرشدا امدد بحالی
دریغا آں شہ عقدہ کشایم　بشد در باغ جنت پیشوایم
خوش وخرم یہاں سے چل سدھارے　مگر ہم رہ گئے بدبخت ہارے
تقبلنی و لا تردد سوالی　اغثنی مرشدا امدد بحالی
دریغا حسرتا نظر عنایت　کرے گا کون اب میری حمایت
تھی مجھ پر اُن کی غایت مہربانی　خدا رحمت کرے بر آں جہانی
تقبلنی و لا تردد سوالی　اغثنی مرشدا امدد بحالی
ہوئی یہ تلخ میری زندگانی　ہوئے روپوش ہیں جب سے نہانی
مبارک نام تھا سلطان محمود　مگر ہم سے دریغا چل بسے دور
تقبلنی و لا تردد سوالی　اغثنی مرشدا امدد بحالی
ہے مدفن مولد و مسکن ٹکانا　الف۔ وا پھر الف نون اے جوانا
یہ نور اللہ شاہ عاجز بے چارا　یہ ہر فن میں ہے بے بہرہ نکارا
نوازش اس پہ کرنی اب خدارا　اگرچہ ہے برا پر تمھارا
تقبلنی و لا تردد سوالی　اغثنی مرشدا امدد بحالی

(شامل در تحفہ محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادری جیلانی
معروف بہ شرح قصیدہ غوثیہ از مولانا محمد نظام الدین ملتانی)